REGD NE P-67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

۸ احسان ۱۳۴۶ ہش | ۲۹ صفر ۱۳۸۷ ہجری | ۸ جون ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۷ جون ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ یکم جون کی اطلاع مظہر ہے کہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔ الحمدللہ ۔

قادیان ۶ جون ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں ۔

الحمدللہ ۔

عرب علاقائی پانیوں پر غاصبانہ قبضہ کا منصوبہ بے نقاب

خلیج عقبہ کا پس منظر

متحدہ عرب جمہوریہ نے خلیج عقبہ کو اسرائیل کے جہازوں اور جنگی ساز و سامان لے جانے والے دوسرے جہازوں کے لئے بند کر دیا ہے ۔ صدر ناصر نے اعلان کر دیا ہے کہ "متحدہ عرب جمہوریہ کی فوجوں نے شرم الشیخ (SHARM-EL-SHEIKH) پر قبضہ کر لیا ہے اور اسی طرح اپنے استحقاق پر مہر تصدیق ثبت کی ہے اور اسی طرح خلیج پر اپنی فرمانروائی کا اعادہ کیا ہے ۔ خلیج عقبہ متحدہ عرب جمہوریہ کے علاقائی پانیوں کا ہی حصہ ہے ۔ متحدہ عرب جمہوریہ کسی بھی صورت میں اس خلیج میں سے اسرائیلی پرچم بردار جہازوں کو نہیں گذرنے دے گا"

درحقیقت خلیج عقبہ بحیرۂ قلزم کے ہی ساحلوں کی قدرتی توسیع ہے ۔ یہ خلیج ۹۸ میل لمبی ہے اور سات میل سے پندرہ میل تک چوڑی ہے ۔ دہانہ پر اس کی چوڑائی بارہ میل سے زیادہ نہیں ۔ دوسرے الفاظ میں یہ چوڑائی بین الاقوامی پانیوں کے لئے مقررہ حد سے بھی بارہ میل کم ہے ۔ سعودی عرب کے دو جزیرے تیران اور سنافیر خلیج عقبہ کے منہ کے قریب ساحل مصر سے ایک میل دور ہیں ۔

خلیج عقبہ ایک بند عرب خلیج ہے جس کے پانی خالصتہً علاقائی پانی ہیں ۔ اس خلیج میں جہاز رانی ساحلی عرب ممالک کے نظم و نسق میں ہوتی ہے ۔ یہ عربوں کا مسلمہ حق ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت چیلنج نہیں کر سکتی ۔ اس سلسلے میں ابتدا سے اور بین الاقوامی قانون کے تمام تقاضوں سے بے بہرہ بجو بھی چاہے کہتے پھریں ۔

معاہدہ قسطنطنیہ کی دفعہ دس کے تیسرے پیراگراف میں جس کا تعلق نہر سویز سے ہے یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ اس معاہدہ کا اطلاق ہرگز ہرگز بحیرۂ قلزم کے کنارے آباد عرب ممالک اور خلیج عقبہ پر نہیں ہوتا ۔ اس وضاحت اور تشریح کے ذریعہ حکومت عثمانیہ خلیج عقبہ کو نہر سویز میں سے جہازوں کی آزادانہ آمد و رفت کے دائرہ سے باہر رکھنا چاہتی ہے ۔ دوسرے الفاظ میں خلیج عقبہ کو خاص طور پر بند عرب خلیج قرار دے دیا گیا اور یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ خلیج ہرگز ہرگز بین الاقوامی نہیں ہے اور نہ ہی اس کو بین الاقوامی جہاز رانی کے لئے آزادانہ طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے ۔

ظاہر ہے کہ مغربی ممالک کے ذمہ دار سرکاری افسروں کا یہ کہنا کہ خلیج عقبہ ایک بین الاقوامی آبی شاہراہ ہے اور اسرائیل کو اس میں جہاز رانی کرنے کا پورا پورا حق ہے قطعی غلط اور بے بنیاد ہے اور مغربی ترجمانوں اور مدبروں کا ایسا کہنا علاقائی سمندر پر متحدہ عرب جمہوریہ کے دعویٰ اور اس کی بالادستی کے خلاف جارحیت کے مترادف ہے کیونکہ اس سمندر میں جہاز رانی کا حق صرف متحدہ عرب جمہوریہ اور سعودی عرب کو حاصل ہے ۔ مغربی ممالک کی ہاؤ ہو کا مطلب عربوں کا یہ علاقہ چھین کر اسرائیل کو خوش کرنے کے علاوہ یہ اسرائیلی جارحیت پر انعام کی صورت میں دینا ہے جسے متحدہ عرب جمہوریہ کسی بھی صورت میں تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہو سکتا ۔ ان حالات میں اس خلیج کو بین الاقوامی جہاز رانی کے لئے کھولنے کی ہر ایک کوشش متحدہ عرب جمہوریہ اور سعودی عرب کی بالادستی اور ان کی فرمانروائی کے خلاف واضح اور دیدہ دانستہ جارحیت ہو گی اور عرب ممالک اس کوشش کو اپنی آزادی کے خلاف زبردست وار تصور کریں گے اس کا دوسرا مطلب یہ ہو گا کہ عربوں کے تمام مفادات کو قربان کر کے اسرائیل کو رشوت دی جائے ۔

درحقیقت مغربی ممالک کے اس نظریہ کے پیچھے ایک گہری سازش اور ایک دیرینہ سکیم کام کر رہی ہے مدتوں پہلے اسرائیل اور اس کے مغربی حلیفوں نے مل کر دریائے دجلہ سے لے کر دریائے نیل تک کے تمام عرب ممالک پر قابض ہونے کے لئے منصوبہ بنایا تھا ۔ آج بھی اسرائیل کا راہداری تل ابیب میں وہاں کے پارلیمنٹ کے دروازہ پر عبرانی زبان میں یہ منصوبہ کندہ ہوا ہے ۔ اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سب سے پہلے فلسطین سے عربوں کو بے دخل کرنا تھا ۔ انہی لیے انگریزوں نے فلسطین کو زایونسٹوں کے ہاتھوں میں سونپ دیا تھا ۔ اس کے بعد چالیس لاکھ زایونسٹوں کو سینا (۱۹۴۸ء) میں آباد کیا گیا ۔ اسی وجہ سے جزیرہ نما سینا ، خلیج عقبہ اور شمالی حجاز تک یعنی مدینہ تک کے سارے علاقہ پر زایونسٹ اپنا دعویٰ دوہراتے رہتے ہیں ۔ زایونسٹ لیڈر ملبند بانگ الفاظ میں اپنے اس مطالبہ اور دعویٰ کا اعادہ کرتے رہتے ہیں ۔ اور ۱۹۵۶ء میں انہوں نے اسی غرض کے لئے سینائی پر حملہ کر دیا تھا اور خلیج عقبہ اور خلیج عقبہ کا ساحلی چوکیوں پر دھاوا بول دیا تھا ۔

اسرائیل اور اس کے مغربی حلیف ممالک اسی پس منظر میں خلیج عقبہ کو بین الاقوامی آبی شاہراہ قرار دے رہے ہیں اور ان کی ہر ممکن کوشش یہ ہے کہ انہیں خلیج عقبہ میں آزادانہ جہاز رانی کی کھلی چھوٹ دی جائے ۔ بدرگانی الحقیقت اس کا مطلب یہ ہے کہ اسرائیل کو افریقہ اور ایشیائی ممالک کو مال بیچ کر ان ممالک سے خام اشیاء اور تیل حاصل کیا جائے جن کی اقتصادی اور فوجی ضروریات کی وجہ سے اسرائیل کو سخت ضرورت ہے ان کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ ایلات کی بندرگاہ کو چوڑا کر دیا جائے تاکہ ان کے جنگی جہاز اور ان کی آبدوزیں یہاں اڈہ بنا سکیں اور اس طرح عربوں کے سر پر ایک مسلسل خطرہ لٹکتا رہے ۔ ان کا تیسرا مقصد یہ ہے کہ تیل کی پائپ لائنوں کو خلیج عقبہ سے توسیع دے کر مقبوضہ فلسطین کی بحیرہ روم کی بندرگاہوں تک لے جایا جائے تاکہ متحدہ عرب جمہوریہ جہازوں کو نہر سویز میں سے گذرنے والے تیل بردار جہازوں پر سے محصول چنگی کی جو آمدنی ہوتی ہے اسے ختم کر دیا جائے ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ شام لبنان اور اردن کو ان پائپ لائنوں کی بدولت جو آمدنی ہوتی ہے انہیں اس سے محروم کر دیا جائے ۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ہما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۸ر جون ۶۷ء

اسرائیل کے مقابلہ میں عرب ممالک کا قابل تعریف اتحاد

ان دنوں اخبارات میں مشرق وسطیٰ کے بحران کا اکثر ذکر آتا ہے اصل بات کیا ہے؟ بطور خلاصہ یوں سمجھئے کہ یہودی قوم بہت حد تک دولتمند ہے دوسری جنگ عظیم میں اس نے امریکہ برطانیہ وغیرہ ممالک کی بھرپور مالی امداد کی جنگ کے خاتمہ پر ان مغربی طاقتوں نے ان کے لئے ہوم لینڈ بنا دینے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ فلسطین کے اصل عرب باشندوں کی مرضی کے خلاف اُن کا پیارا ملک کاٹ کر دنیا بھر کے یہود کو اس جگہ اکٹھا کر دینے کے بارہ میں تھا۔ ہر چند کہ یہ فیصلہ سراسر ظلم اور تعدی پر مبنی تھا اور عرب باشندوں نے اس پر واویلا بھی کیا مگر دنیا میں حق و انصاف کی بات [illegible] زیادہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا چلن ہے چنانچہ یہی ہوا جو ان طاقتور حکومتوں نے چاہا اور مغربی سامراج کا ناجائز بچہ اسرائیل عرب ممالک کے تیل کی حفاظت کے لئے عربوں کے سینے پر بٹھا دیا گیا

اگر اس بات کو عدل و انصاف کے معیار پر پرکھا جائے تو بات بالکل صاف ہے اگر امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک یہودیوں سے دلی ہمدردی کے طور پر ان کے لئے ہوم لینڈ بنانا چاہتے تو بڑی آسانی کے ساتھ خود امریکہ اور کینیڈا میں ایک چھوڑ چار ہوم لینڈ بنانے کی اجازت دے سکتے تھے مگر ان لوگوں نے یہودیوں سے اپنے دامن کو بچایا اور ازراہ ظلم و زیادتی عربوں کی زمین اُسے کاٹ کر دے دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب اگر اسرائیل عربوں سے اپنا اختلاف ختم کرنے کی اپیل کرتا ہے تو بے معنی بات ہے اسی لئے تو عربوں نے اسے کبھی بھی منہ نہیں لگایا۔ اور ایسی [illegible] کا کبھی خیر مقدم نہیں کیا کیونکہ [illegible] جب دل کی معقولیت پر نہیں تو جو بات بھی اس پر کھڑی ہوگی سب کی سب غیر معقولیت سے عبارت ہوگی — !!

باوجود اس [illegible] کا دعوے رکھنے کے ۱۹۴۸ء سے لے کر اب تک اسرائیل نے کئی بار [illegible] کے خلاف جارحانہ کارروائیاں کی ہیں اور وقتاً فوقتاً ان کے باشندوں کی [illegible] کا موجب بنا۔ اب [illegible] اسرائیل نے شام پر حملہ کرنے کی دھمکی دی ہے اور موجودہ بحران اسی کا شاخسانہ ہے۔ بلکہ ۵ رجون کو عرب جمہوریہ پر حملہ بھی کر دیا۔ اس سے قبل مورخہ ۱۲ رمئی کو اسرائیل کے چیف آف سٹاف میجر جنرل اسحٰق رابن نے اعلان کیا کہ اس مرتبہ ہم شام کو مزہ چکھانے کے لئے جو کارروائی کریں گے وہ گذشتہ تمام کارروائیوں سے مختلف نوعیت کی ہوگی۔

ان دھمکیوں کے ساتھ ہی اسرائیل کے وزیراعظم نے عربوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے جو تقریر کی اس میں انہوں نے غیر ارادی طور پر یہ راز بھی بے نقاب کر دیا کہ اسرائیل کی سلامتی اور حفاظت کا دارومدار بحیرۂ روم میں امریکہ کے چھٹے بحری بیڑے کی موجودگی پر ہے۔

متحدہ عرب جمہوریہ کو یہاں تک معلوم ہوگیا کہ اسرائیل نے ۱۷ رمئی کو شام پر فوج کشی کرنی ہے۔ اور اس غرض کے لئے اس نے جھیل طبریہ کے شمال اور جنوب میں بارہ تیرہ بریگیڈ فوجیں جمع کر دی ہیں۔ اس پر متحدہ عرب جمہوریہ نے اعلان کر دیا کہ اگر شام پر حملہ کیا گیا تو وہ پوری طاقت کے ساتھ شام کی حمایت کرے گا نیز اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی خاطر متحدہ عرب جمہوریہ نے مطالبہ کیا کہ غزہ کے علاقہ میں ۱۹۵۶ء کے سہ طاقتی حملہ کے بعد اقوام متحدہ نے جو ہنگامی فوج تعینات کر دی تھی اُسے ہٹا لیا جائے۔ اگرچہ اس پر نوآبادیاتی قوتوں نے بہت شور کیا۔ مگر اوتھانٹ نے متحدہ عرب جمہوریہ کے مطالبہ پر اقوام متحدہ کی فوج کو ہٹا لینے کا حکم جاری کر دیا اس کے ساتھ ہی حفظ ماتقدم کے طور پر متحدہ عرب جمہوریہ نے ۲۲ رمئی کو خلیج عقبہ کو اسرائیلی جہازوں اور جنگی سامان لے جانے والے دوسرے جہازوں کی آمد و رفت کے لئے بند کر دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ خلیج عقبہ اور تیران کی خلیج ہمیشہ ہمیشہ سے عربوں کا علاقائی سمندر رہی ہے۔ اور خلیج کا دہانہ دو میل سے بھی کم چوڑا ہے۔ جبکہ انٹرنیشنل لاء نے برقرار رکھا ہے کہ بارہ میل چوڑائی والی خلیج علاقائی سمندر قرار دی جا سکتی ہے۔ اسی طرح خلیج عقبہ بھی عربوں کا علاقائی سمندر ہے۔

ان ہی حقائق کی روشنی میں ہندوستان کے ڈیلی گیٹ نے مارچ ۱۹۵۷ء میں جنرل اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ خلیج عربوں کا داخلی اور اندرون ملک کا سمندر ہے۔

اس کے برعکس برطانیہ اور امریکہ شور مچا رہے ہیں کہ اس خلیج میں سے مال بردار جہازوں کو آمد و رفت کی اجازت دے دی جائے یعنی اسرائیل کے لئے سامان سے لدے ہوئے جہازوں کو خلیج استعمال کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے ان کی یہ ایک پُر فریب چال ہے جس سے ایک طرف اسرائیل کو قوت دینا اور دوسری طرف عرب ممالک کے کاز کو نقصان پہنچانا ہے

ادھر اس وقت اسرائیل کے مقابلہ میں اپنے واجبی حق کی حفاظت کے لئے تمام عرب ممالک متحد ہو گئے ہیں۔ اور ان کا یہ اتحاد بے نظیر — قابل داد اور وقت کی ضرورت کے عین مطابق ہے۔

چونکہ عرب ممالک حق بجانب ہیں اس لئے نہ صرف عرب ممالک بلکہ ایران و ترکی کے بعض دوسرے امن پسند ملکوں نے بھی عربوں کی پرزور حمایت کا اعلان کیا ہے۔ حتیٰ کہ بحیرہ روم میں امریکہ کے چھٹے بحری بیڑے کی موجودگی کے نتیجہ میں اس خطہ میں جس طور پر صورت حال بگڑنے کا اندیشہ ہے اس کے پیش نظر روس نے اپنے بحری بیڑے کے جنگی جہاز [illegible] درہ دانیال کے راستہ بحیرہ روم میں داخل ہو گئے۔ اور ترکی نے ان جہازوں کو گذرنے کی کھلے دل سے اجازت دے دی۔

وقت کی نزاکت کے پیش نظر اسلامی ممالک نے اپنی سابقہ رنجشوں کو بھلا دیا ہے اور سب کے سب عرب ممالک کی تائید میں آواز بلند کر رہے ہیں۔

جب ان ساری باتوں کو یکجائی طور پر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اگر عرب ممالک کا اتحاد بے نظیر ہے تو اس وقت ان کے ہمسایہ ترکی ممالک نے بھی جس رنگ میں یک زبان ہو کر ان کی حمایت کا اعلان کیا ہے وہ بھی کم اہمیت کا حامل نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جب ہم یہود کی نسبت مقدس ہستیوں کی بعض پیشگوئیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو خیال گذرتا ہے کہ شاید ان برگزیدہ بندوں کی کہی ہوئی باتوں کے پورا ہونے کا وقت اب آ گیا ہے۔!!

اگرچہ غیب کی باتوں کا حقیقی علم تو عالم الغیب خدا کی ذات کو ہے۔ وہی جانتا ہے کہ کس بات کا اصل وقت کب آنے والا ہے۔ تاہم یہ بات تو یقینی ہے کہ خدا کے پیاروں کی بات ایک نہ ایک دن ضرور پوری ہوگی۔ جلد ہو یا کسی قدر تاخیر سے۔ اگر وہ وقت قریب آ پہنچا ہے تو ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ عربوں کو ثابت قدم رکھے اُن کا اتحاد دیر پا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کوئی ملک بھی دجال کی باریک در باریک چالوں کے جال میں پھنس کر اس قابل تعریف اور خوش آئند اتحاد کی کمر میں چھرا گھونپ دے۔ خدا کرے کہ ہمارے عرب بھائی اس حقیقت کو سمجھیں اور پوری بیدار مغزی سے کام لیتے ہوئے ہر طرف سے چوکس رہیں دشمن صرف وہی نہیں جو مسلح ہو کر مقابل پر آ جاتا ہے بلکہ ایسی دشمنی سے کہیں زیادہ خطرناک اُس کی وہ چال ہے جو بھائیوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کی غرض سے چل جاتی ہے اور ناقابل تلافی نقصان کا باعث بنتی ہے۔

اللّٰھم انا نجعلک فی نحور اعدائنا ونعوذ بک من شرورھم آمین

ہبلی میں شادی کی ایک تقریب

مورخہ ۱۴ر اپریل ۱۹۶۷ء کی شام کو حکیم محمد [illegible] صاحب کی دختر [illegible] مکرم شیخ قاسم داؤد صاحب سرپرست صدر جماعت احمدیہ باندہ کی نواسی عزیزہ مبارکہ بیگم کی تقریب رخصتانہ [illegible] عمل میں آئی جس میں وہاں کے مقامی احباب کے علاوہ حکیم محمد دین صاحب مبلغ انچارج علاقہ میسور نے بھی شرکت کی۔ عزیزہ کا نکاح گذشتہ سال ۱۰ر اپریل ۱۹۶۶ء کو خاکسار کے لڑکے عزیز محمد اقبال کے ساتھ پڑھا گیا تھا۔

تقریب تلاوت قرآن کریم اور حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی دعائیہ نظم سے شروع ہوئی۔ خاکسار کی چھوٹی بچی عزیزہ بشریٰ بیگم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم "محمود کی آمین" کے بعض حصے سنائے بعدہٗ مولانا صاحب نے آدھ گھنٹہ سے زیادہ شادی بیاہ کے مختلف پہلوؤں پر ایک پُر اثر تقریر فرمائی۔

اگلے روز بوقت شب خاکسار کے مکان پر مولوی صاحب کی ایک تقریر کا پروگرام عمل میں آیا جس میں غیر احمدی رشتہ دار مستورات کو خاص طور پر بلایا گیا تھا۔ مولوی صاحب موصوف نے حسب موقعہ آدھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ جہیز کی بدعت پر خوب روشنی ڈالی اور بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دینی اور اخلاقی پہلو کو مقدم کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

مورخہ ۱۶ر اپریل ۱۹۶۷ء کو خاکسار نے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے

خطبہ جمعہ

اقوامِ عالم کو ایک مرکزِ توحید پر جمع کر کے بین الاقوامی وحدت قائم کرنے کا وعدۂ الٰہی

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہی پورا ہوا

قرآن کریم کے احکام پر عمل کرنے سے ہی بین الاقوامی امن قائم ہو سکتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۹ مئی سنہ ۱۹۶۷ء

مرتبہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری انچارج شعبہ زود نویسی

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے آیہ وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى تلاوت فرمائی اور فرمایا۔

ان تئیس مقاصد میں سے جن کا ذکر اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کی ان آیات میں کیا ہے جن کا ایک ٹکڑا اس وقت بھی میں نے تلاوت کیا ہے سات کے متعلق میں اس سے قبل اپنے خطبات میں بیان کر چکا ہوں اور بتا چکا ہوں کہ وہ مقاصد نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کس طرح حاصل ہوئے۔

آٹھواں مقصد

جس کا ذکر یہاں ہے مَثَابَةً کے لفظ میں بیان ہوا ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ خانہ کعبہ کی تعمیر نو کی یہ آٹھویں غرض ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں ایک ایسا رسول مبعوث ہوگا جو تمام اقوام عالم کو اُمَّةً وَّاحِدَةً بنا دے گا اور ایک ایسی شریعت نازل ہوگی جس کے ذریعہ تمام منتشر اور پراگندہ اقوام کو ایک مرکز توحید اور مرکز پاکیزگی پر لا جمع کیا جائے گا۔

یہ مقصد بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ہی حاصل ہوا۔ مَثَابَةً کے لغوی معنی ایک تو یہ ہیں مُجْتَمَعُ النَّاسِ بَعْدَ تَفَرُّقِهِمْ (القاموس المحیط) انتشار اور تفرقہ کے پیدا ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ جس جگہ وہ اکٹھے ہوں اسے مَثَابَةً کہتے ہیں

اور ایک دوسرے معنی اس کے یہ ہیں مَكَانًا يُكْتَسَبُ فِيهِ الثَّوَابُ وہ جگہ جہاں لوگوں کے لئے ثواب اور بدلہ اور جزا کے احکام جاری ہوتے اور لکھے جاتے ہیں۔

یہاں اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا کہ ہم اس بیت اللہ کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد

ایک ایسا مرکزی نقطہ

بنانے والے ہیں کہ جہاں دنیا کی تمام منتشر اور پراگندہ اقوام پھر سے جمع ہوں گی اور ان کے لئے کوئی اور جگہ باقی نہ رہے گی جہاں سے انہیں اپنے رب سے ثواب کے حصول کی امید اور توقع ہو۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس غرض کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اسلامی شریعت کو نازل کیا اور جس طرح ابتداء میں خانہ کعبہ انسانیت کا مرکز تھا کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت ایک ہی نبی تھا اور ایک ہی قوم تھی اور ایک ہی شریعت تھی۔ ابھی انسان دنیا میں نہیں پھیلا تھا۔ اور قوم قوم میں تقسیم نہیں ہوا تھا تو ابتداء میں

خانہ کعبہ ہی انسانیت کا مرکز تھا

روحانی طور پر۔ اس کے بعد آدم علیہ السلام کی نسل دنیا میں پھیلنی شروع ہوئی۔ اور دور دراز کے علاقوں میں آباد ہو گئی۔ آپس کے تعلقات قائم نہ رہے۔ ان کی روحانی ترقی و نشو ونما کے لئے اللہ تعالےٰ نے ہر قوم میں علیحدہ علیحدہ نبی اور رسول بھیجنے شروع کئے اور اس طرح روحانی طور پر وہ ایک قوم نہ رہے بلکہ منتشر ہو گئے۔ اور تفرقہ پڑ گیا۔ اور نسلِ آدم قوم قوم میں بٹ گئی

تو جس طرح ابتداء میں خانہ کعبہ انسانیت کا مرکز تھا آخری اور مکمل [illegible] بھی خدا کا یہ گھر وحدتِ انسانی کا مرکز بننا مقصود تھا اور انبیاء کے سردار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے لئے بھی یہ مقام منتخب کیا گیا۔ تا وحدتِ انسانی کا قیام اور دونوں ایک جگہ جمع ہو جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے میں اس وقت

حضور کے دو اقتباسات

جو اس مضمون سے تعلق رکھتے ہیں اپنے دوستوں کو سناتا ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:-

"ابتدائی زمانہ میں انسان تھوڑے تھے اور اس تعداد سے بھی کم تر تھے جو ان کو ایک قوم کہا جائے اس لئے ان کے لئے صرف ایک کتاب کافی تھی۔ پھر بعد اس کے جب دنیا میں انسان پھیل گئے اور ہر ایک حصہ زمین کے باشندوں کا ایک قوم بن گئی۔ اور بباعث دور دراز مسافتوں کے ایک قوم دوسری قوم کے حالات سے بالکل بے خبر ہو گئی ایسے زمانوں میں خدا تعالےٰ کی حکمت اور مصلحت نے تقاضا فرمایا کہ ہر ایک قوم کے لئے جدا جدا رسول اور الہامی کتابیں دی جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور پھر جب نوع انسان نے دنیا کی آبادی میں ترقی کی۔ اور ملاقات کرنے کے لئے راہ کھل گئی اور ایک ملک کے لوگوں کو دوسرے ملک کے لوگوں کے ساتھ ملاقات کرنے کے لئے سامان میسر آ گئے اور اس بات کا علم ہو گیا کہ فلاں فلاں حصہ زمین میں نوع انسان رہتے ہیں اور خدا تعالےٰ کا ارادہ ہوا کہ ان سب کو پھر دوبارہ ایک قوم کی طرح بنا دیا جائے اور بعد اس کے کہ بکھر گئے تھے پھر ان کو جمع کیا جائے۔ تب خدا تعالےٰ نے تمام ملکوں کے لئے ایک کتاب بھیجی اور اس کتاب میں حکم دیا کہ جس جس زمانہ میں یہ کتاب مختلف ممالک میں پہنچے ان کا فرض ہوگا کہ اس کو قبول کریں اور اس پر ایمان لاویں اور وہ کتاب قرآن شریف ہے جو تمام ملکوں کو باہمی رشتہ قائم کرنے کے لئے آیا ہے قرآن سے پہلے سب کتابیں مختص القوم کہلاتی تھیں یعنی صرف ایک قوم کے لئے ہی آتی تھیں پھر سب کے بعد قرآن شریف آیا۔ جو عالمگیر کتاب ہے اور کسی خاص قوم کے لئے نہیں بلکہ تمام قوموں کے لئے ہے ایسا ہی قرآن شریف ایک ایسی امت کے لئے آیا جو آہستہ آہستہ ایک ہی قوم بننا چاہتی تھی سو اب زمانہ کے لئے ایسے سامان میسر آ گئے ہیں جو مختلف قوموں کو وحدت کا رنگ بخشتے جاتے ہیں۔ باہمی ملاقات جو اصل جڑ ایک قوم بننے کی ہے ایسی سہل ہو گئی ہے کہ برسوں کی راہ چند دنوں میں طے ہو سکتی ہے اور پیغام رسانی

سکے۔ وہ سہولتیں پیدا ہو گئی ہیں جو ایک زمانہ میں کبھی کسی دور دراز ملک کی خبر نہیں لگتی تھی۔ وہ اب ایک ساعت میں آسکتی ہے۔ زمانہ میں ایک ایسا انقلاب عظیم پیدا ہو رہا ہے۔ اور تمدنی دنیا کی رفتار نے ایک ایسی طرف رُخ کر لیا ہے جس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اب خدا تعالیٰ کا یہی ارادہ ہے کہ تمام قوموں کو جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ایک قوم بنا دے۔ اور ہزاروں برسوں کے بچھڑے ہوؤں کو پھر باہم ملا دے۔" (چشمۂ معرفت صفحہ ۷۹)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ صورت آپ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گذرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس کی تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود علیہ السلام کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔ پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے۔ اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ۔ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو۔ اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔ کیونکہ اس عالمگیر غلبہ کے لئے تین امر کا پایا جانا ضروری ہے جو کسی پہلے زمانہ میں وہ پائے نہیں گئے۔

(۱) اول یہ کہ پورے اور کامل طور پر مختلف قوموں کے میل ملاقات کے لئے آسانی اور سہولت کی راہیں کھل جائیں اور سفر کی ناقابل برداشت مشقتیں دور ہو جائیں۔

(۲) دوسرا امر جو اس بات کے سمجھنے کے لئے شرط ہے کہ ایک دین دوسرے تمام دینوں پر اپنی خوبیوں کی رو سے غالب ہے یہ ہے جو دنیا کی تمام قومیں آزادی سے باہم مباحثات کر سکیں اور ہر ایک قوم اپنے مذہب کی خوبیاں دوسری قوم کے سامنے پیش کر سکے اور نیز تالیفات کے ذریعہ سے اپنے مذہب کی خوبی اور دوسرے مذہب کا نقص بیان کر سکیں اور مذہبی کشتی کے لئے دنیا کی تمام قوموں کو یہ موقع مل سکے کہ وہ ایک ہی میدان میں اکٹھا ہو کر ایک دوسرے پر مذہبی بحث کے حملے کریں۔۔۔۔۔۔ یہ مذہبی کشتی نہ ایک دو قوم میں بلکہ عالمگیر کشتی ہو۔۔۔۔۔۔

(۳) تیسرا امر جو اس بات کو تمام دنیا پر واضح کرنے کے لئے شرط ہے کہ فلاں دین بمقابل دنیا کے تمام دینوں کے خاص طور پر خدا سے تائید یافتہ ہے۔۔۔۔۔۔ وہ یہ ہے کہ بمقابل دنیا کی تمام قوموں کے ایسے طور سے تائید الٰہی کے ایسے نشان اس کے شامل ہوں کہ دوسرے کسی دین کے شامل نہ نہ ہوں ۔۔۔۔۔۔ اور دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک کوئی مذہب نشان آسمانی میں اس کا مقابلہ نہ کر سکے باوجود اس بات کے کہ کوئی حصہ آبادی دنیا کا اس دعوت مقابلہ سے بے خبر نہ ہو۔" (چشمۂ معرفت صفحہ ۸۲ تا ۸۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اب

دنیا میں ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں

کہ تمام دنیا کے مذاہب کی دین اور روحانیت کے میدان میں کشتی ممکن ہو گئی ہے۔ تمام اقوام اپنے نمائندوں کو ایک جگہ جمع کر کے دوسرے مذاہب سے مقابلہ کر سکتے ہیں اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دین کے میدان میں سب دنیا کے مذاہب کو بلایا۔ یہ مقابلہ آپ کے زمانہ میں شروع ہو گیا۔ گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مختلف دعوت ہائے فیصلہ میں نے بھی دنیا کے سامنے رکھی تھیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی سفر یورپ کی تو میں ارادہ رکھتا ہوں کہ وہاں کے ملکوں میں جو عیسائی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں ان دعوت ہائے فیصلہ کو دہراؤں اور امن اور صلح کی فضاء میں اسلام کے مقابلہ میں انہیں دعوت دوں کہ اپنی حقانیت کو (اگر وہ اپنے مذاہب کو حق سمجھتے ہیں) ثابت کریں اور میں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں کہ اگر وہ میدان فیصلہ میں آئے تو اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دے گا کہ دنیا کے سامنے انہیں اپنی شکست کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تو آٹھواں مقصد ساری دنیا کی اقوام کو وحدت کے سلسلہ میں پرونا ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اللہ نے اس کام کے پورا کرنے کا وعدہ دیا ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ ۔۔۔۔۔

اس مقصد کے حصول کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے

اور اس کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ پر بڑی بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن کی طرف مجھے اور آپ سب کو توجہ دینی چاہیئے۔

تو آٹھواں مقصد بعثت میں بیان ہوا ہے اور ظاہر ہے یہ مقصد سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی اور کے ذریعہ سے حاصل نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ کسی اور نبی کو ایسی شریعت نہیں دی گئی جو مختص القوم نہ ہو جس کا تعلق صرف اس کی قوم اور اس کے زمانہ کے ساتھ نہ ہو۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے جن کو ایسی شریعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی جو انسان کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے والی اور جس کا تعلق دنیا کی ہر قوم اور قیامت تک کے ہر زمانہ کے ساتھ ہے اور وہ وعدے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے وہ اپنے وقت پر پورے ہوتے رہے ہیں۔ یہ وعدہ جو ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کے پورا ہونے کا وقت مسیح موعود کا زمانہ ہے اور اس کے پورا کرنے کی ذمہ داری جماعت احمدیہ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نواں مقصد

جس کا ان آیات میں ذکر ہے وہ آمنًا کے لفظ میں بیان ہوا ہے۔ مَثَابَةً میں بین الاقوامی تعلقات کے مضبوط بنیادوں پر مستحکم ہونے کا ذکر تھا اور بین الاقوامی رشتۂ اخوت کے استحکام کے لئے یہ ضروری ہے کہ بین الاقوامی امن کے قیام اور قوموں کے باہمی تعلقات میں تسکین قلب کے سامان پیدا کئے جائیں اور ذرائع مہیا کئے جائیں۔ وعدہ یہ دیا گیا تھا کہ مَثَابَةً کا وعدہ بھی پورا ہوگا اور اس کے لئے جو ضروری چیز ہے کہ بین الاقوامی امن کا ماحول پیدا کیا جائے وہ وعدہ بھی پورا ہوگا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو جو شریعت دی جانے کو تھی اس میں بین الاقوامی امن کے قیام کی تعلیم [illegible] جائے گی اور وعدہ دیا گیا تھا کہ حقیقی [illegible] کو دنیا اس تعلیم پر عمل کرنے سے حاصل کر سکتی ہے۔ کہ مکہ سے مبعوث ہونے والا خاتم النبیین دنیا کے سامنے پیش کرے گا [illegible] کیونکہ اس آخری شریعت میں تمام فطرتی قوتوں اور استعدادوں کی صحیح نشوونما کے سامان رکھے جائیں گے اور انسانی عقل ان ہدایات [illegible] پانے کی اور اس کا دل اطمینان حاصل کرے گا۔

امنِ عالم کے قیام کے متعلق

جو تعلیم قرآن کریم میں پائی جاتی ہے وہ بڑی مفصل ہے اور اس وقت میں اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا اس کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" اور "نظام نو" میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ ان کتب میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ

بیان کیا ہے کہ پانچ بنیادی باتیں امن عالم کے قیام کے لئے قرآن کریم میں پائی جاتی ہیں جب تک ان اصولوں پر دنیا عمل نہیں کرے گی۔ دنیا کی کوئی بین الاقوامی تنظیم کامیاب نہیں ہو گی۔ پہلے لیگ آف نیشنز ناکام ہوئی۔ پھر اب جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہیں یو۔ این۔ او ناکامی کی طرف جا رہی ہے اور اس کی بڑی وجہ یا یوں کہنا چاہیے کہ ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے بین الاقوامی امن کے قیام کے لئے دنیا کو جو تعلیم دی تھی یہ لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اس کو نہیں اپنایا ان اصولوں کو ٹھکرانے کے نتیجہ میں وہ ناکامیوں کے منہ دیکھتے چلے جا رہے ہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ ان باتوں کا ذکر کیا ہے کہ صرف بین الاقوامی معاہدہ در قرآن کریم کے بتائے ہوئے اصول پر کی بجائے ایک ہی وقت میں دنیا

دو قسم کے معاہدے

کر لیتی ہے۔ ایک تو تعلق رکھتے ہیں تمام اقوام کے ساتھ۔ اور ایک وہ معاہدے ہوتے ہیں جو بڑی بڑی قومیں آپس میں کر لیتی ہیں اور چونکہ دو کشتیوں میں ان کا پاؤں ہوتا ہے اس لئے وہ ناکام ہو جاتے ہیں۔ خود یو۔ این۔ او بھی جو معاہدہ ہوا اس کے اندر ہی ایک اور معاہدہ مدغم کر دیا گیا۔ بجائے اس کے کہ یہ خالص بین الاقوامی معاہدہ ہوتا انہوں نے اس کے اندر ویٹو کو اپنا لیا یعنی بعض قوموں کو یو۔ این۔ او نے یہ فضیلت عطا کی کہ ان کی رائے کے بغیر بعض معاملات طے نہیں ہو سکیں گے۔ حالانکہ جس طرح وہ قانون جو افراد پر لاگو ہوتا ہے اس میں امیر اور غریب، طاقتور اور کمزور میں فرق نہیں کیا جا سکتا نہ کیا جانا چاہیے۔ اگر قانونی حکومت کو ملک میں رائج کرنا ہو۔ اسی طرح یہ ضروری ہے کہ بین الاقوامی معاہدات میں کسی قوم کو دوسری قوم پر ترجیح نہ دی جائے اگر ترجیح دی جائے گی تو وہ بین الاقوامی قانون لازماً ناکام ہو جائے گا

قرآن کریم نے یہ تعلیم دی تھی

کہ کسی قوم کو کسی پر ترجیح نہ دینا۔ انہوں نے سمجھا کہ ہم بڑے طاقتور ہیں اپنے زور سے جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ ویٹو کے حقوق بعض قوموں کو دیدیئے یا بعض قوموں نے اپنے لئے یہ حقوق لے لئے۔ اور بڑی وجہ اس وقت یو۔ این۔ او کی ناکامی کی یہی ہے کہ انہوں نے معاہدہ کرتے وقت صرف ایک قسم کا معاہدہ نہیں کیا جو صرف بین الاقوامی حیثیت کا ہوتا بلکہ اس کے اندر انفرادی معاہدے بھی شامل کر دیئے گئے جو صرف بعض اقوام سے تعلق رکھتے تھے۔ دنیا کی سب اقوام سے ان کو تعلق نہیں تھا۔

قرآن کریم نے دوسری ہدایت یہ دی تھی در بین الاقوامی امن کے قیام کے متعلق کہ جس وقت جھگڑ ای وقت فیصلہ کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیئے لیکن آج دنیا کا دستور اپنے ذاتی مفاد کے پیش نظر یہ بن گیا ہے کہ وہ جھگڑے کو لمبا ہونے دیتے ہیں۔ لمبا کرتے چلے جاتے ہیں تاکہ بعض ذاتی مفاد کو حاصل کر سکیں۔ اس طرح دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ پھر بین الاقوامی معاہدہ میں علاقائی تعصب مضر ہے بلکہ مہلک ہے لیکن بین الاقوامی معاہدہ جو یو۔ این۔ او کی شکل میں دنیا کے سامنے آیا۔ اس کے باوجود ان قوموں نے جو اس کی ممبر تھیں علیحدہ معاہدے کرنے شروع کر دیئے۔ اور جن قوموں سے ان کے ذاتی تعلقات تھے ان کے حق میں تعصب اور جنبہ داری کے طریق کو اختیار کرنا شروع کر دیا۔

پس قرآن کریم نے کہا ہے کہ بین الاقوامی امن صرف اس صورت میں قائم کیا جا سکتا ہے۔ جب قوم قوم کے درمیان

جنبہ داری کے سلوک اختیار نہ کیا جاتے

اور کوئی ایک قوم دوسری قوم کی ناجائز حمایت کرنے پر نہ تلے۔

یہ سچی چیز جس کے خلاف ہے قرآن. مگر بڑی حق تلفی ہو گئی ہے یہ ظالم دنیا۔ وہ یہ ہے کہ جب جھگڑا ہو جاتے تو باہمی صلح کروانے کی بجائے بعض قوموں کو تعصب کی بنا پر سزا دینے کی تجویز کرتے ہیں۔ اور جب اور جہاں بھی موقع ملتا ہے قوموں کے حصے بخرے کرنے شروع کر دیتے ہیں جرمنی کے دو حصے کر دیئے گئے۔ کوریا اور ویت نام کا بھی یہی حال ہے۔ یو۔ این۔ او کی موجودگی میں اور یو۔ این۔ او کے تمام دعاوی کے ہوتے ہوئے کہ وہ امن عالم کو قائم کرنے والی تنظیم ہے

قرآن کریم کہتا ہے

میرے سایہ تلے چلو گے تو امن کو دنیا میں قائم کر سکو گے۔ میرے سایہ سے باہر نکلو گے تو شیطانی دعوے کی تمازت تمہیں تنگ کرے گی۔ اور چین نہیں لینے دے گی۔ اور پانچویں تعلیم قرآن کریم نے یہ دی تھی کہ اگر بین الاقوامی امن کو قائم کرنا ہو تو پھر اس کے لئے ہر قوم کو قربانی دینی پڑے گی لیکن اب یہ حال ہے کہ بعض تو ہیں قربانی دیتی ہیں اور بعض انکار کر دیتی ہیں۔ تو صرف قرآن کریم کی ہی ایسی تعلیم ہے جس پر عمل کر کے دنیا میں بین الاقوامی امن قائم کیا جا سکتا ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں نتیجہ اس ساری بحث کا یہ نکالتے ہیں کہ:۔

" ان پانچوں نقائص کو دور کر دیا جائے تو قرآن کریم کی بتائی ہوئی لیگ آف نیشنز بنتی ہے۔ اور اصل میں ایسی ہی لیگ کوئی فائدہ بھی دے سکتی ہے۔ نہ وہ لیگ جو اپنی ہستی کے قیام کے لئے دوسروں کی مہربانی کی محتاج ہو اور ان کی جستجو میں بیٹھی ہے۔"

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام صفحہ ۲۳۰ ، ۲۳۱)

پھر آپ نے نظام نو میں فرمایا:۔

" لیگ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی وہی لیگ کامیاب ہو سکتی ہے جو قرآن شریف کی بتائی ہوئی ہدایات کے مطابق ہو۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک وعدہ یہ کیا

کہ تمام اقوام عالم کو ایک سلسلہ میں پرو دیا جائے گا۔ بین الاقوامی وحدت کو قائم کیا جائے گا۔

پھر یہ فرمایا کہ بین الاقوامی وحدت کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ بین الاقوامی امن کی ضمانت دی جائے اور وعدہ کیا کہ قرآن کریم کی شریعت بین الاقوامی امن کی ضمانت دیتی ہے اس شریعت کے احکام پر عمل کرو تو تمام دنیا کی اقوام میں اگر جھگڑے پیدا ہو بھی جائیں تو یہ انصاف اور عدل کے اصول پر طے ہو جائیں گے اور امن کو کسی قسم کا دھکا نہیں لگے گا۔ یہاں قرآن کریم نے بڑی تفصیل سے یہ تعلیم دی جس کے نتیجہ میں دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے کیونکہ مشابہت کے مقصد کے حصول کی

ذمہ داری جماعت احمدیہ پر ہے

اس لئے اس کی ذمہ داری بھی جماعت احمدیہ پر ہے کہ وہ دنیا میں کثرت کے ساتھ اس تعلیم کی اشاعت کرے جو قرآن کریم نے دنیا میں قوموں کے درمیان امن قائم کرنے کے لئے ہمیں دی ہے کیونکہ اگر دنیا اندھیرے میں رہے تو قیامت کے روز کہہ سکتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں تو علم نہیں تھا جن کو علم تھا اور جن کے کندھوں پر تو نے یہ ذمہ داری رکھی تھی کہ وہ ہم تک علم دیں انہوں نے ہم تک یہ علم نہیں پہنچایا اس لئے ہمیں بے قصور قرار دے اور جن کا قصور ہے ان پر اپنے غضب کا اظہار کر۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے غضب سے محفوظ رکھے۔

دسواں مقصد بیت اللہ کی تعمیر کا

یہ بیان ہوا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى میں یہ بتایا گیا تھا کہ مکہ کے ذریعہ بیت ... کے ذریعہ اور اس میں مبعوث ہونے والے عظیم الشان نبی کے طفیل اقوام عالم مقام عبودیت کا عرفان حاصل کریں گی اور اس حقیقی عبادت کی بنیادیں ڈالی جائیں گی جو تذلل اور فروتنی اور انکسار کے منبع سے پھوٹتی ہے اور اس طرح قوم قوم میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ظل پیدا ہوں گے اور زمین کے مختلف خطوں پر اشاعت اسلام کے لئے مراکز قائم کئے جائیں گے جہاں عاجزانہ دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا اقرار کیا جائے گا اور اظہار کیا جائے گا۔ اور اس عاجزی اور تذلل کے نتیجہ میں جو محض خدا کی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لئے اختیار کیا جائے گا وہ اقوام آسمانی برکات حاصل کریں گی۔ اور بخشش کی مستحق ٹھہریں گی

تو فرمایا تھا کہ یہاں مکہ کے ذریعہ اس شریعت کے طفیل جو یہاں نازل ہو گی نماز کو اپنے تمام معانی اور تمام شرائط کے ساتھ ادا کرنے والی امت پیدا ہو جائے گی جو مقام عبدیت پر مضبوطی سے قائم ہو گی

دراصل

اس کا تعلق بھی پہلے دو مقاصد سے ہے

جیسا کہ آٹھواں وعدہ یہ تھا کہ تمام اقوام کو ایک امت مسلمہ بنا دیا جائے گا۔ ایک قوم بنا دیا جائے گا۔ یہ ہو نہیں سکتا جب تک امن عالم کا قیام نہ ہو۔ تو پہلے وعدہ دیا۔ اور پھر اس وعدہ کو قرآن کریم کی شریعت کے رنگ میں پورا کیا کہ وہ کامل تعلیم امن جو اقوام عالم کے درمیان امن کو قائم کرنے کے لئے تھی وہ انسان کو دی گئی اور اب دسویں مقصد میں اللہ تعالیٰ یہ بتا رہا ہے کہ اس تعلیم پر عمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ امت محمدیہ یا موعودہ امت تذلل اور عاجزی کو اختیار کرنے والی نہ ہو اس واسطے کہا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى۔ اس کے بغیر تدبیر

اس کو تم دنیا میں قائم نہیں کر سکتے تو یہاں وعدہ دیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک ایسی امت پیدا کی جائیگی جو مقام عبودیت پر مضبوطی سے قائم ہوگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے کامل متبعین ہوا پنے مقام عبودیت کو پہچانتے ہیں۔ اور مضبوطی سے اس پر قائم ہیں۔ وہ ہیں جو

" ہمیشہ دیکھ یا کہ حضرت باری تعالیٰ ہمیشہ تذلل اور نیستی اور انکسار میں رہتے ہیں اور اپنی اصل حقیقت ذلت اور مفلسی اور ناداری اور پُر تقصیری اور خطا داری سمجھتے ہیں اور ان تمام کمالات کو جو ان کو دیئے گئے ہیں اس عارضی روشنی کی مانند سمجھتے ہیں جو کسی وقت آفتاب کی طرف سے دیوار پر پڑتی ہے جس کو حقیقی طور پر دیوار سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہوتا اور لباس مستعار کی طرح معرض زوال میں ہوتی ہے۔ پس وہ تمام خیر و خوبی خدا ہی میں محصور رکھتے ہیں اور

تمام نیکیوں کا چشمہ

اسی کی ذات کامل کو قرار دیتے ہیں اور صفات الٰہیہ کے کامل شہود سے ان کے دل میں حق الیقین کے طور پر بھر جاتا ہے کہ ہم کچھ چیز نہیں ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے وجود اور ارادہ اور خواہش سے بکلی کھوئے جاتے ہیں اور عظمت الٰہی کا پُر جوش دریا ان کے دلوں پر ایسا محیط ہو جاتا ہے کہ ہزارہا طور کی نیستی ان پر وارد ہو جاتی ہے۔ اور شرک خفی کے ہر یک رگ و ریشہ سے بکلی پاک اور منزہ ہو جاتے ہیں۔

(براہین احمدیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دوسری جگہ فرمایا ہے:-

" نمازی کے ابتدا اپنے اندر ادب، خاکساری اور انکساری کا اظہار رکھتے ہیں۔ قیام میں نمازی دست بستہ کھڑا ہوتا ہے جیسا کہ ایک غلام اپنے آقا اور بادشاہ کے سامنے زانوئے ادب سے کھڑا ہوتا ہے۔ رکوع میں انسان انکسار کے ساتھ جھک جاتا ہے۔ سب سے بڑا انکسار سجدہ میں ہے۔ جو نہایت ہی عاجزی کی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔"

(مرأة الحق جلد سوم مجموعہ تقاریر احمدیہ مولوی محمد فضل صاحب چنگوی ص۱۵۱)

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں ایک ایسی جماعت پیدا کرتے رہنا ہے جو انکسار اور تذلل اور فروتنی اور تواضع کے مقام کو مضبوطی سے پکڑے اور اس تذلل اور انکسار کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس امن کے قیام کے امکانات پیدا کرے گا جو آخر میں بیان ہوئے ہیں اور جس کی تعلیم قرآن کریم نے تفصیل سے ہمیں دی ہے

یاد رکھنا چاہیئے

کہ حقیقی عبادت (۱) محبت و ایثار (۲) تذلل و انکسار ہر دو کے خمیرسے پرورش پاتی ہے۔ لیکن کبھی محبت کا پہلو نمایاں ہوتا ہے اور کبھی تذلل اور فروتنی کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا حسن اور اس کا احسان جلوہ فگن ہوتا ہے تو انسان کا دل اپنے رب کی محبت سے بھر جاتا ہے اور ایک عاشق زار کی طرح وہ اس کی ہر آواز پر لبیک کہتا ہے وہ اس کے گرد گھومتا ہے وہ نیستی کا لبادہ پہن کر اسی میں کھو جاتا ہے اور اس کے اپنے وجود پر کلیتہً ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی اس کے رب کی طرف سے اسے عطا ہوتی ہے۔ مگر دنیا اسے نہیں پہچانتی۔ اور وہ اس کی کچھ پرواہ بھی نہیں کرتا۔

لیکن جب

خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا جلوہ

اس پر ظاہر ہوتا ہے تو اس کا دل خوف و رجا اور امید و بیم سے لبریز ہو جاتا ہے عظمت الٰہی اور جلال الٰہی کے اس جلوہ کے بعد اس کی اپنی کوئی بزرگی اور عظمت باقی نہیں رہتی۔ وہ فروتنی کا جامہ پہن لیتا ہے۔ انکسار کو اپنا شعار بناتا ہے۔ اور تذلل کی گرد سے غبار آلود اور آشفتہ نظر آتا ہے وہ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتا ہے اور عاجزی کے ساتھ اور خوف زدہ دل کے ساتھ لرزاں اور ترساں اپنے رب کے حضور جھکتا ہے اور اس کی عظمت اور جلال کا اقرار کرتا ہے اس کے جسم کا ہر ذرہ اور اس کی روح کا ہر پہلو اپنے رب کے خوف سے کانپ رہا ہوتا ہے اور عظمت و جلال کا یہ جلوہ اسے اس حق الیقین پر قائم کر دیتا ہے کہ اس عظمت کے مقابلہ میں سب مخلوق مردہ لاشے محض ہے اور ان سے کسی بھلائی کی امید نہیں رکھی جا سکتی اور نہ وہ بذات خود اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ اگر امید رالبتہ کی جا سکتی ہے۔ تو صرف ذوالجلال و الاکرام سے۔ تب خوف کے ساتھ ایک امید و رجا بھی اس کے سینہ صافی میں پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی سب امیدوں کو اپنے رب سے ہی وابستہ کر لیتا ہے اور صرف اسی پر توکل رکھتا ہے اور حاجت براری کے لئے صرف اسی کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے۔ اس کا دل اس یقین سے پُر ہوتا کہ جو کچھ ملنا ہے صرف اسی در سے ہی ملنا ہے۔ ہوتی کا ایک قسمہ ہو۔ یا دنیا جہان کی عزتیں۔

جس شخص پر عظمت و جلال کا یہ جلوہ ظاہر رہے۔ وہ یہ نہیں کیا کرتا کہ

کشوت دردیار کا ایک کشکول بنائے

اور قبولیت دنیا کے واقعات اسے سجا کر در در پھرے۔ اور دنیا والوں سے دنیا کی عزت اور احترام اور توصیف اور تحسین کی بھیک مانگے۔ اور دنیا کی نگاہوں میں اپنے لئے کسی احترام کا متلاشی ہو۔ ایک مردہ سے اسے کیا لینا ہے؟ اور ایک لاشہ نے اسے کیا دینا ہے؟ جس کی عظمت اور جلال کے خوف نے اور جس کی بے پایاں رحمت کی امید نے جس در کا فقیر اسے بنایا۔ وہ اسی در پر دھونی رمائے امید و بیم کے درمیان زندگی کے پل پورے کر دیتا ہے۔ تب اس کا رب اس سے راضی ہوتا ہے۔ اور محبت سے اپنی گود میں اسے بٹھا لیتا ہے۔ اور دنیا اور آخرت کی جنتیں اسے مل جاتی ہیں۔

رَضِیَ اللّٰہُ وَرَضُوْا عَنْہُ

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک ایسی امت کے معرض وجود میں آنے کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ اور خدا کی قسم اس نے اپنے وعدہ کو پورا کر دکھایا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

"بدر" کی اعانت کا ایک طریق

از قلم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ہفت روزہ بدر مرکز قادیان کا واحد آرگن ہے۔ ۱۹۵۱ء سے اب تک محبوب امام کے روح پرور خطبات، مرکزی تحریکات و اعلانات احباب جماعت تک بلا ناغہ پہنچا رہا ہے۔ اس کا سالانہ چندہ صرف سات روپے ہے۔ لیکن پندرہ سال گذر جانے کے باوجود یہ اخبار اپنے پاؤں پہ کھڑا نہیں ہو سکا۔ ایک بڑی رقم صدر انجمن احمدیہ کو بطور گرانٹ دینی پڑتی ہے۔ اور بعض مخیر احباب کے تعاون سے یہ اخبار احباب جماعت کے بالعموم تک پہنچتا ہے

اخبار بدر کی اشاعت بڑھا کر زیادہ سے زیادہ خریدار بنا کر ایک تو احباب اس کی اعانت کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس وقت میں بدر کی اعانت کا ایک اور طریق پیش کرتا ہوں اس میں میرے مخاطب جماعت کے کاروباری احباب ہیں ہمارے یہ دوست جو مختلف نوعیت کا کاروبار کرتے ہیں یا کارخانہ دار ہیں۔ اگر اپنے کاروبار کا اشتہار اخبار بدر میں دیں اور خدمت کے جذبہ سے اس پر عمل کریں تو اس کا دوہرا فائدہ ہوگا۔ ایک تو اس اشتہار کی وجہ سے خدا تعالیٰ ان کے کاروبار میں برکت دے گا۔ اور ساتھ ہی بدر کی مالی اعانت بھی ہو جائے گی۔ فی زمانہ اخبارات کی کامیابی کا ایک بڑا ذریعہ اشتہارات کی اشاعت بھی ہے۔ اس لئے میں اس نوٹ کے ساتھ اپنے کاروباری احباب کو اس اہم امر کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ احباب اس طرف خاص توجہ فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے کاروبار میں برکت دے ہر فتنہ و شر سے محفوظ رکھے آمین۔

اشتہارات کی اُجرت حسب ذیل ہے:-

پورا صفحہ ۲۵ روپے فی اشاعت
نصف 〃 ۱۴ 〃 〃 〃
¼ 〃 ۷ 〃 〃 〃
نصف کالم ۴ 〃 〃 〃

خاکسار
مرزا وسیم احمد
ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

زندہ خدا کی زندہ تجلیات اور اُن کے ثمرات

(مکرم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم ۔ اے)

(۱)

دنیا خدا سے بے بہرہ ہے اور اسے عملاً مردہ یقین کرتی ہے جو نہ سُن سکے اور نہ بول سکے، نہ کچھ دے سکے نہ لے سکے اور نہ اپنی دیگر قدرتوں کا مظاہرہ کر سکے۔ مگر اسلام کا خدا ایک زندہ خدا ہے جس کا آسمان اور زمین پر تصرف ہے اور جو جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ قادر و توانا خدا نے اس زمانہ میں اپنی ہستی منوانے اور اسلام کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ کی تائید میں اس نے بے شمار آسمانی نشان دکھائے جو آپ کی صداقت پر گواہ ہیں اور اس امر کی دلیل کہ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا نے اپنے زندہ کلام سے بلا واسطہ مجھے یہ اطلاع دی ہے اور مجھے اُس نے کہا ہے کہ اگر تیرے لئے یہ مشکل پیش آوے کہ لوگ کہیں کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تُو خدا کی طرف سے ہے تو انہیں کہہ دے کہ اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ اس کے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں"

(ضمیمہ رسالہ جہاد صہ)

پس یہ نشانات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدا کی طرف سے مامور ہونے کے زندہ گواہ ہیں جن میں کوئی شخص حضور کا مقابلہ نہیں کر سکتا جیسے کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

" اور دوسرا نشان یہ ہے کہ اگر کوئی ان باتوں میں مقابلہ کرنا چاہے مثلاً کسی دعا کا قبول ہونا اور پھر پیش از وقت اس قبولیت کا علم دیا جانا اور غیبی واقعات معلوم ہونا جو انسان کی حدِ علم سے باہر ہیں تو اس مقابلہ میں وہ مغلوب رہے گا گو وہ مشرقی ہو یا مغربی" (ضمیمہ جہاد صہ)

اپنی تائید میں آسمانی نشانات کی کمیت و کیفیت بیان فرماتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶ر جولائی ۱۹۰۶ء ہے اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو میں اس کو ثبوت دے سکتا ہوں بعض نشان اس قسم کے ہیں کہ جن میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک محل پر اپنے وعدہ کے موافق میری ضرورتیں اور حاجتیں اس نے پوری کیں اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جن میں اس نے بموجب اپنے وعدہ اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے میرے پر حملہ کرنے والوں کو ذلیل اور رسوا کیا اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو مجھ پر مقدمات دائر کرنے والوں پر اُس نے اپنی پیشگوئیوں کے مطابق مجھ کو فتح دی اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میری مدتِ بعثت سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہ مدت دراز کسی کاذب کو نصیب نہیں ہوئی اور بعض نشان زمانہ کی حالت دیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں یعنی یہ کہ زمانہ کسی امام کے پیدا ہونے کی ضرورت تسلیم کرتا ہے اور ....

....

بعض نشان اس قسم کے ہیں جن میں دوستوں کے حق میں میری دعائیں منظور ہوئیں اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو شریر دشمنوں پر میری بد دعا کا اثر ہوا اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میری دعا سے بعض خطرناک بیماروں نے شفا پائی اور ان کی شفا کی پہلے خبر دی گئی اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میرے لئے اور میری تصدیق کے لئے عام طور پر خدا نے حوادث ارضی یا سماوی ظاہر کئے اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے ممتاز لوگوں کو جو مشائخ اور فقراء میں سے تھے خواب میں آئیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جیسے سجادہ نشین صاحب العلم سندھ جن کے مرید ایک لاکھ کے قریب تھے اور جیسے خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں کہ ہزارہا انسانوں نے محض اس وجہ سے میری بیعت کی کہ آنحضرت کو خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ دنیا ختم ہونے کو ہے اور یہ خدا کا آخری خلیفہ اور مسیح موعود ہے اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو اکابر نے میری پیدائش یا بلوغ سے پہلے میرا نام لے کر میرے مسیح موعود ہونے کی خبر دی جیسے نعمت اللہ ولی اور میاں گلاب شاہ ساکن جمال پور ضلع لدھیانہ"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۷-۶۸)

حضور کی تائید میں زندہ خدا کے زندہ نشانات کا سلسلہ خدا کے فضل سے اب بھی جاری ہے جو جماعت کے ہر فرد کے لئے خدا کی عنایت سے تقویتِ ایمان کا باعث بنتا ہے۔

(۲)

اس زمانہ میں دنیا مایوسی کا شکار ہے، دلوں میں شدید بے اطمینانی اور بے چینی پائی جاتی ہے اس لئے کہ وہ مذہب سے بیگانہ ہے اور زندہ خدا سے بے تعلق۔ اس کی وجہ سے روح کو تسکین میسر نہیں آتی۔ کیونکہ مادی خوشیوں کے سامان دل کی تسکین مہیا نہیں کر سکتے دنیا بھر میں صرف ایک جماعت احمدیہ ہے جسے خدا کے فضل سے آسمانی سکینت میسر ہے جس کے وجود پر آسمانی فرشتے نازل ہوتے اور اطمینان و سکون پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ یہ امتیاز خدا کے فضل سے صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے جسے زندہ خدا اور اس کی قدرت نمائیوں پر زندہ و کامل یقین میسر ہے۔ وہ اپنی تاریخ کے اس دور میں خلیفۃ المسیح کی زیر قیادت قربانیاں کرتی ہے سختیاں برداشت کرتی ہے۔ ابتلاؤں سے دوچار ہوتی ہے۔ مصیبتیں سہتی ہے گالیاں سنتی ہے، مار بھی کھاتی ہے اور اذیتیں اٹھاتی ہے مگر بڑے اطمینان اور سکون اور بشاشتِ قلب کے ساتھ۔ اس کی پیشانی پر کبھی بل نہیں آتا۔ اس لئے کہ اسے یقین ہے کہ قدرتوں والا خدا، آسمان اور زمین کا خدا اس کے ساتھ ہے اور اس کا حافظ و ناصر ہے۔ وہ اسے ضائع نہیں کرے گا۔ یہ مشکلات اور مصائب عارضی ہیں۔ جماعت احمدیہ رضاء الٰہی پر راضی ہے کیونکہ اسے یقین ہے کہ ان درمیانی اور عارضی ابتلاؤں کو دور کر دینے کی اللہ تعالیٰ میں ہر آن قدرت ہے۔ وہ جب چاہے اسے ان سے نجات دے سکتا ہے۔ یہ ابتلاء محض تزکیۂ نفس اور صدق و صفا کی پہچان کے لئے ہیں جن کے پیچھے خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی محبت کی جنت چھپی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کے ماتحت کہ:۔

" تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵ طبع اول)

جماعت احمدیہ ان ابتلاؤں اور سختیوں قربانیوں اور دکھوں اور مصیبتوں میں بھی خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں پر خوشی سے اچھلتی اور کودتی ہے۔ وہ یہ سب سختیاں بشاشتِ قلب کے ساتھ برداشت کرتی ہے۔ کیونکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے:۔

اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اُترے گی اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم پر تمہارے ساتھ ہوگا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کا صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ اور صبر کرو اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری مقبولیت لکھی جاوے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل اُن کے خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہیں انہیں کے ساتھ خدا ہوتا ہے"

(تذکرۃ الشہادتین طبع اول صفحہ ۶۳)

جماعت احمدیہ خدا کے فضلوں کا صبر سے انتظار کرتی ہے۔ ہر آن خدا تعالیٰ سے ترساں اور لرزاں رہتی ہے کیونکہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور ان کے دل خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہیں انہی کے ساتھ خدا ہوتا ہے جو ان کی مدد و نصرت فرماتا ہے۔

جماعت احمدیہ میں ایثار و اخلاص کے اس بلند معیار کو قائم رکھنے اور اس ... مستحق بننے اور شماتت عدو کے لئے خدا تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کی ... دعائیں کیں جیسے کہ حضور نے ... [illegible]

"میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نمازوں پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا تعالیٰ قبول کرے گا مجھے دکھا دے گا کہ اپنے پیچھے میں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں"۔
(تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۶۶)

خدا نے اپنے پیارے کی ان دعاؤں کو سنا اور انہیں شرف قبولیت بخشا اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جماعت احمدیہ الا ماشاء اللہ خدا کے فضل سے آج بھی خلافت راشدہ کے زیر سایہ تقویٰ، طہارت، پاکیزگی، خشیت اللہ، عبادت گزاری، تعلق باللہ، انکساری، اخلاص اور دین کے لئے قربانی کے اعلیٰ معیار پر قائم ہے۔ یہ حضور علیہ السلام کی جماعت کے حق میں دعاؤں کی قبولیت کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مگر ان نعمتوں اور خدا کی عنایات و توجہات کو اپنے اندر اور اپنی نسلوں کے اندر ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد خورد و کلاں، نوجوان اور ہر عورت اور مرد ہر وقت انابت الی اللہ، استغفار، دعاؤں، عبادت الٰہی اور تزکیہ و تصفیہ نفس میں ہمیشہ مشغول رہے جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ:-

"تمہارا کام اب یہ ہونا چاہیئے کہ دعاؤں اور استغفار اور عبادت الٰہی اور تزکیہ و تصفیہ نفس میں مشغول ہو جاؤ۔ اسی طرح اپنے تئیں مستحق بناؤ خدا تعالیٰ کی ان عنایات اور توجہات کا جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے ..... ہر قسم کے حسد، کینہ، بغض، غیبت اور کبر اور رعونت اور فسق و فجور کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل اور غفلت سے بچو"۔ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۸۲/۲۸۳)

اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور عنایت خصوصی سے جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو ہمیشہ پُر خلوص بندہ بنائے رکھے اور حسد، کینہ، بغض، غیبت اور کبر اور رعونت، فسق و ۴ ۔ فجور اور کسل اور غفلت سے بچائے رکھے۔ آمین کہ یہ چیزیں بدرجہ انابت و للہیت، اخلاص و ایمان اور صدق و صفا کے لئے سمِ قاتل کا حکم رکھتی ہیں۔ عیاذاً باللہ۔

(صدق جدید ۲۶ مئی ۱۹۶۷ء)

عرب علاقائی پانیوں پر غاصبانہ قبضہ کا منصوبہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

سامراجی اور نوآبادیاتی قوتوں کے بل بوتے پر زایونسٹ فلسطین کے بیشتر حصے پر پہلے ہی قابض ہو چکے ہیں اور اسی طرح انہوں نے ان دونوں بر اعظموں کے عرب ممالک کے باہمی علاقائی تعلقات کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ اب وہ ان عرب ممالک کے درمیانی بحری اور فضائی تعلقات کو بھی منقطع کر دینا چاہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں زایونسٹ سامراجی قوتوں کے ہاتھوں میں عربوں کے لئے خون آشام خنجر بنے ہوئے ہیں جنہیں یہ قوتیں جب چاہیں عربوں کے دل و جگر میں گھونپ دیں۔

خلیج عقبہ کے متعلق اسرائیل اور اس کے سامراجی سرپرستوں کی ہاؤ ہو کا اصل پس منظر یہی ہے۔ درحقیقت اس خلیج کے پانیوں پر بلا شرکت غیرے صرف عربوں کا حق ہے۔ سعودی عرب اور متحدہ عرب جمہوریہ کا حق ہے۔

۱۹۵۶ء کی سہ طاقتی جارحیت کے بعد اس خلیج میں سے اسرائیلی جہازوں کو گذرنے کی اجازت دیا جانا یا اقوام متحدہ کی ہنگامی فوج کے یہاں رکھے جانے کا مطلب ہرگز ہرگز یہ نہیں تھا کہ اس آبی شاہراہ کو استعمال کرنے کے آزادانہ حقوق اسرائیل کو دے دیئے گئے تھے۔ صدیوں پہلے جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا اصول بین الاقوامی سیاست پر حاوی تھا۔ لیکن عصر جدید میں یہ دھاندلی اور بے انصافی نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی اسرائیل کے حق میں کوئی قانونی جواز پیش کیا جا سکتا ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ اسرائیل کے قیام کے بعد ۱۹۴۸ء سے لے کر ۱۹۵۶ء کی سہ طاقتی جارحیت تک اسرائیلی جہازوں کو اس آبی شاہراہ میں سے گذرنے کی کوئی اجازت نہیں تھی۔ اس حق کو اب تسلیم کرنا گویا جارحیت کے نتائج کو تسلیم کرنا اور جارحیت کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہوگا۔

عرب کسی بھی صورت میں ایسا نہیں کریں گے۔ (خبرنامہ متحدہ عرب جمہوریہ از دہلی)

منقولات

آشیرباد کی بدعت

دہلی کا مشہور انگریزی روزنامہ ہندوستان ٹائمز مورخہ ۱۳ اپریل پیش نظر ہے صفحہ ۳ پر دو بڑی جاذب نظر اور نمایاں تصویریں ہمارے نئے صدر صاحب جمہوریہ کی ہیں۔ پہلی تصویر میں آپ خادموں کی طرح جھکے ہوئے اور ہاتھوں میں پھلوں (سیب، انار، کیلا وغیرہ) کی کشتی اٹھائے ہوئے لے با ادب تمام شنکر آچاریہ سرینگیری کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ دوسری تصویر میں آپ جینی فرقہ کے پیشوا منی سوشیل کمار کے حضور میں با ادب تمام کھڑے ہوئے دونوں ہاتھ جوڑے ہوئے انہیں نمسکار کر رہے ہیں، اور یہ دونوں مذہبی پیشوا اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

یہ دونوں کا خیر آپ نے تین جمعہ کے دن اپنی کرسی نشینی سے چند گھنٹے قبل انجام دیئے اور خبر میں تصریح ہے کہ آپ نے منی جی کی مدح و توصیف میں شستہ ہندی میں تقریر کی اور منی جی نے اپنے جواب میں ارشاد فرمایا کہ آپ کا میرے پاس آشیرباد لینے آنا خود اسکی واضح دلیل ہے کہ آپ بھی اسی اہنسا اور امن پسندی کے قائل ہیں جس کا پرچار جین مذہب کے پیشوا کرتے رہتے۔ اور اس کے بعد آپ کو ایک مالا اور کچھ کتابیں جین مدرسہ کی سرکار سے بطور تبرک عطا ہوئیں؟

یہ آشیرباد کی بدعت بھی بالکل نئی ہے اور کون اندازہ کر سکتا تھا کہ اس کی بنیاد ہمارے ڈاکٹر صاحب کے ہاتھوں پڑے گی:۔۔۔ خدا معلوم ان کے دونوں پیش رو، ڈاکٹر رادھا کرشنن اور ڈاکٹر راجندر پرشاد کن کن موقعوں ...

مسلمان بزرگوں، صوفیوں کی خدمت میں حصول برکت کی غرض سے حاضر ہوئے تھے۔۔۔ سیاسی پارٹیوں کے اونچے لیڈروں سے اور دوسرے حکمرانوں سے یوں جھک کر ملنا۔ تو کچھ سمجھ میں آجاتا ہے۔ لیکن ٹھیٹھ مذہبی پیشواؤں کے آگے یوں جھکنا۔ ان سے اپنے سر پر ہاتھ رکھوا کر آشیرباد کی درخواست کرنا بلکہ سیکولرزم کی روایت کے مطابق ان کے پیر بھی چھونا۔ کاش اس ساری کارروائی کا فلسفہ کوئی صاحب ہم نامیوں کو سمجھا دیں!

(صدق جدید ۱۹ مئی ۱۹۶۷ء)

امتحان کتاب "آسمانی فیصلہ"

جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال کتاب "آسمانی فیصلہ" کا امتحان ہوگا جس کی تاریخ کی تعیین نظارت کی طرف سے مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۷ء کی جاتی ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ہے جو بڑی تقطیع کے چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ امتحان میں ابھی ساڑھے چار ماہ کا وقفہ ہے اس لئے ہر لحاظ سے امتحان کی تیاری میں کوئی امر مانع نہیں یعنی نہ تو کتاب ضخیم ہے اور نہ وقت ہی تھوڑا ہے۔ بہت آسانی سے تیاری ہو سکتی ہے۔ احباب سے گذارش ہے کہ جہاں جہاں جماعتیں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک امتحان ہوں (بلکہ کیا ہی بہتر ہو ہر بالغ مرد و عورت امتحان میں شریک ہو) وہاں احباب مقررہ تاریخ توسیع کے لئے نظارت کو مجبور نہ کریں۔ اس سے کئی قسم کی ترتیبی خامیاں پیدا ہوتی ہیں۔

گذشتہ سال کتاب "عقائد احمدیت" کا امتحان ہوا تھا۔ اس سال آسمانی فیصلہ کا امتحان لیا جا رہا ہے اس خیال سے کہ معیار ہر سال کچھ کچھ بڑھایا جاتا ہے۔ آئندہ سال کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا امتحان زیر غور ہے۔ اگر کوئی دوست اس بارے میں مشورہ دینا چاہیں تو نظارت شکریہ کے ساتھ اس پر غور کرے گی۔

نوٹ:- یہ کتاب عبدالعظیم صاحب کتب فروش قادیان سے ۲۷ نئے پیسے میں مل سکتی ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

گلدستہ جس کے چند پھول مرجھا گئے

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

ایک بار تو اجل کی آنکھوں میں بھی آنسو تیر گئے ہوں گے اور ایک بار تو سنگدل موت کا دل بھی دہل گیا ہو گا جب اس نے ہمارے بھائی عبد الرحیم صاحب ملکانہ کے طائرِ روح کو گردن اپنے چنگل میں لی ہو گی۔ بعض حادثات اتنے غیر معمولی ہوتے ہیں اور پھر اتنے اچانک کہ ان کے پس پردہ قدرت کا ایک زبردست ہاتھ کام کرتا ہوا صاف نظر آ جاتا ہے اور بعض سانحات اس قدر غیر متوقع طور پر ظہور پذیر ہوتے ہیں کہ اس سانحہ کی زد میں آنے والے ہر فرد کے عزائم ایک جھٹکے کے ساتھ ٹوٹ کر درسِ حسرت و عبرت بن جاتے ہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کی جلوہ گری ہے۔ اور یہی فوق العقل مظاہر قدرت ہیں جو ایک آنی طور پر ہی سہی مگر ایک دہریئے کو بھی خدا تعالیٰ کی قادر و توانا ہستی کا قائل بنا دیتے ہیں۔

"ابھی کل شام تو وہ صحت ور اور تندرست تھے"۔ "کل عصر کے وقت تو وہ بالکل توانا تھے"۔ "کل دوپہر تو وہ اچھے بھلے اپنی دوکان میں مریضوں کو دیکھ رہے تھے"۔ "یہ خبر درست نہیں ہو سکتی"۔ بہت سی زبانیں تھیں جنہوں نے اس اچانک حادثے کی خبر سن کر ایسے الفاظ کہے۔ ملکانہ صاحب کی وفات ایک ایسا واقعہ تھا جسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد بھی درست تسلیم کرنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ کچھ تو اس لئے کہ وہ کل تک قابلِ رشک صحت کے مالک تھے۔ اور کچھ اس لئے کہ ان کی شخصیت اپنے محدود سے دائرہ میں ہر دلعزیز تھی۔ ان کی وفات کی تصدیق ہوتے ہی محلہ احمدیہ کے ہر مرد و زن اور بچے کی آنکھیں نمناک ہو گئیں۔

جیسا کہ خود نام سے ظاہر ہے ملکانہ صاحب مرحوم علاقہ ملکانہ کے رہنے والے تھے مگر اپنے بچپن ہی سے قادیان چلے آئے تھے اور یہیں رہ کر مدرسہ احمدیہ میں تعلیم پاتے رہے۔ تقسیم ملک کے بعد وہ انسپکٹر بیت المال مقرر ہوئے اور ایک عرصہ دراز تک یہ خدمت بجا لاتے رہے۔ انہوں نے انسپکٹری کے فرائض اتنے خلوص اور خوش اسلوبی سے ادا کئے کہ سندوستان بھر کی جماعتیں ان کے اس امتیاز کا ذکر کرتی ہیں۔ جب ایک مرتبہ خاکسار دورہ پر کیرنگ گیا تو ایک دوست کہنے لگے کہ ملکانہ صاحب اپنے فرض کی ادائیگی میں اتنے شدید ہیں کہ ہم جب بوت کر کہیں بھی چلے جائیں تو وہ کھیتوں میں ہمارے پاس پہنچ جاتے ہیں اور جماعتی چندوں کا تقاضا کرتے ہیں۔ گو بعض لوگوں کے ساتھ ان کی جھڑپ بھی ہو جاتی ہے مگر ان کے خلوص کے باعث ہم انہیں بہت محبت اور عزت سے یاد کرتے ہیں۔ ملکانہ صاحب مرحوم کی وفات کے بعد بھی خاکسار جنوبی ہند کے دورہ پر گیا تو ہر جماعت کے لوگوں نے ملکانہ صاحب کی اس خوبی کا ذکر کیا۔ بہرحال وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ماہر اور پُر خلوص تھے۔ جماعتی مسائل سے واقفیت اور اپنی دینداری کے باعث وہ ایک کامیاب انسپکٹر بیت المال کی حیثیت سے جماعت کی خدمت کرتے رہے۔ اور آخری چند سالوں میں وہ مرکز میں ہی رہ کر نظارت علیا کے دفتر میں کام کرتے رہے اور ساتھ ہی طبابت کا کام جاری رکھا۔ طبابت بھی کامیاب تھی۔ اسی لئے اس مہنگائی کے دور میں اپنی کثیر العیالی پر قابو پاتے رہے مگر عین عالمِ جوانی میں بالکل اچانک اور غیر متوقع طور پر موت کا زبردست ہاتھ انہیں ان کے روتے بلکتے بیوی بچوں سے چھین کر لے گیا۔

۲۷ دسمبر ۱۹۷۵ء کی رات کو وہ اچانک طور پر بیمار ہوئے اور ۲۸ دسمبر کی صبح کو ان کا وجود عدم کی وسعتوں میں گم ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۹ میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام بخشے اور پسماندگان کا حافظ و ناصر رہے۔

کسی سرائے میں جو لوگ شب بسری کے لئے قیام کرتے ہیں وہ عموماً ایک دوسرے سے زیادہ متعارف نہیں ہو سکتے رات گزار کر صبح اپنی اپنی منزل پر روانہ ہو جاتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم دنیا میں اس طرح رہو جیسے کوئی مسافر سرائے میں قیام کر کے اگلے روز اپنے سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔ اسی ارشادِ نبوی پر صحیح طور پر عمل کرنے والوں میں ہمارے ایک بزرگ درویش بابا جلال الدین صاحب بھی تھے۔ وہ بوڑھے اور دمہ کے مریض تھے۔ دکانوں کے سکول میں ایک معمولی سی ڈیوٹی ان کے سپرد تھی۔ یہی ان کا حلقۂ تعارف تھا۔ یا نمازوں کے اوقات میں کسی مسجد کا خاموش گوشہ ان کی کنجِ عافیت۔ وہ اتنے خاموش طبع تھے کہ کراماً کاتبین بھی مہینوں ان کی کوئی بات ریکارڈ کرنے کے منتظر رہتے۔ وہ اپنی نیک طبع اور منکسر المزاجیہ کے ساتھ ایک چھوٹے سے مکان میں خاموش اور پُر سکون اٹھارہ سال درویشی گذار کر $\frac{۷}{۶۶}$ ۱۹ کو سفرِ آخرت پر روانہ ہو گئے۔ اور غمگین درویشوں نے انہیں بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۹ میں پہنچا دیا۔ بابا صاحب مرحوم زندگی میں بھی عبد الرحیم صاحب ملکانہ کے ہمسایہ رہے اور فوت ہونے کے بعد بھی ان کے ہمسایہ بنے ہیں جب کبھی بابا جی کی قبر پر جاتا ہوں تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ بابا جی کا نطقِ خاموش مجھ سے استفسار کر رہا ہے کہ کسی درویش بھائی کو مجھ سے کسی قسم کا شکوہ تو نہیں؟ اور میں دل میں کہتا ہوں بابا جی! شکوہ یہی ہے کہ آپ کی خوش بختی نے آپ کو بہشتی مقبرہ میں پہنچا دیا اور ہم پیچھے رہ گئے۔

ہمارے ایک اور درویش حاجی فضل محمد صاحب کپور تھلوی تھے۔ ان کا خمیر قدرت نے نیکی اور سادگی کے مرکب سے اٹھایا تھا۔ تقویٰ اور عزلت پسندی ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ ابتدائے درویشی میں وہ بہشتی مقبرہ میں پہرہ وغیرہ کی ہلکی ڈیوٹیاں دیتے رہے لیکن اپنی عمر کے اعتبار سے جب وہ چارپائی کے حلیف ہو گئے تو عرصہ تک لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک چھوٹے سے کمرے میں مقیم رہے۔ عبادات و وظائف ہی ان کا مشغلہ تھا۔ ان کا ایک خاص وصف یہ تھا کہ باوجود ضعف و [illegible] مقیم یا مہمان علماء سلسلہ کے پاس پہنچ کر ان سے خط و کتابت کر کے ایک خاص مسئلہ پر بحث کی طرح ڈالتے۔ سکھ لٹریچر سے معمولی سی واقفیت تھی اور حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے کئی شبد انہیں یاد تھے۔ بالخصوص ایک حوالہ کے متعلق تو وہ برسوں احمدی اور سکھ علماء سے خط و کتابت کرتے رہے یعنی "وخت نہ پایو قادیاں جے لکھن لیکھ قرآن" اور یہ شوق انہیں جنون کی حد تک تھا۔ بہرحال وہ ایسے بزرگوں میں سے تھے جن کا اوڑھنا بچھونا تبلیغ احمدیت ہوتا ہے اور اسے وہ اپنا مقصدِ زندگی بنا لیتے ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک ایسی جماعت پیدا کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے جو مجنونانہ طور پر اسلام کی تبلیغ کر سکے۔ الحمد للہ کہ حضور علیہ السلام کی بعثت کا یہ مقصد بڑی حد تک پورا ہوا۔ اپنی عمر کے آخری سالوں میں حاجی صاحب مرحوم بہت زیادہ کمزور ہو گئے تھے ضعفِ پیری نے انہیں چارپائی سے چپک جانے پر مجبور کر دیا۔ اور ایک مرتجان مرنج زندگی کے ۲۹ طویل سال گذار کر سادہ بے رنگ درویش سفید براق آن سلے کپڑے پہنے $\frac{۱۱}{۶۶}$ ۲۴ کو وصالِ الٰہی کے لئے تیار ہو گیا۔ یہ لباس مرحوم نے دو مرتبہ زیبِ تن کیا پہلی بار حج کے موقعہ پر کہ وہ بھی وصالِ الٰہی کا ایک مظہر ہوتا ہے اور دوسری بار وفات کے بعد کہ وصالِ الٰہی حقیقت بن جاتا ہے۔ مرحوم موصی تھے مورخہ $\frac{۱۱}{۶۶}$ ۲۷ کو بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ میں آسودۂ خواب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

اور اسی سال مورخہ $\frac{۱۲}{۶۶}$ ۲۰ ہمارے ایک بزرگ درویش حضرت بابا غلام محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فصیل زندگی یک کر تیار ہو گئی اور کارکنانِ قضا و قدر اسے سمیٹ کر لے گئے۔ بابا جی مرحوم ٹانگہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ لیکن ابتدائے درویشی سے خدمتِ مرکز کے لئے یہاں مقیم تھے۔ پرانی وضع کے بزرگ تھے۔ منحنی سا قد و نامت تھا اور سر منڈا ہوا گویا سفید لباس میں ملبوس رہتے تھے۔ بڑھاپے کی وجہ سے پہرہ وغیرہ کی ہلکی ڈیوٹیاں دیتے رہے مگر آخری چند سالوں میں ضعفِ پیری کے باعث تمام ڈیوٹیوں سے فارغ رہے جن ایام میں وہ بہشتی مقبرہ میں پہرہ کی ڈیوٹی دیتے تھے غیر مسلم زائرین کو بڑے شوق سے تبلیغ کیا کرتے تھے۔ گو ان پڑھ تھے مگر جماعتی مسائل سے واقفیت رکھتے تھے آپ کا عرف "بابا حویلی" تھا اور اس تسمیہ کی وجہ یہ پیدا ہوئی کہ زندگی بھر جب تک رہے اور اپنے گاؤں میں ہمیشہ اپنی حویلی میں حاضر رہتے تھے اسی نسبت سے "بابا حویلی" نام پڑ گیا تھا۔ آپ نے ۱۹۰۶ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ موصی بھی تھے۔

۲۰ اپریل ۱۹۶۶ء کو ۷۰ سال کی عمر میں فوت ہو کر بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔

ظہیر آباد میں ایک تقریب

حیدرآباد ۱۰ رمئی ۶۷ء۔ ظہیر آباد یہاں سے ۶۰ میل کی دوری پہ واقع ایک چھوٹا سا موضع ہے جہاں جماعت احمدیہ کے سابقہ البتہ چند خاندان آباد ہیں۔ ابتدا سے ہی یہاں کے دیگر مسلمانوں نے احمدیت کے خلاف ایک معاندانہ رویہ اختیار کیا ہوا ہے احمدیت کے متعلق کوئی بات سننا گوارا نہیں کرتے تھے جماعت احمدیہ کی طرف سے جب بھی کسی جلسہ کا اہتمام کیا جاتا تو اس کا بائیکاٹ کر کے عام مسلمانوں کو جلسوں میں شرکت سے منع کیا جاتا تھا۔ اب یہاں اس موضع میں احمدیت کے ساتھ ہمدردی اور دلچسپی رکھنے والے بعض غیر احمدی افراد بھی پائے جاتے ہیں۔

مورخہ ۸ رمئی ۶۷ء بروز پیر اس موضع میں ایک نکاح کی تقریب عمل میں آئی۔ یہ نکاح مکرم شیخ محبوب احمد صاحب کا مکرم رفیع الدین صاحب کی بیٹی حشمت سلطانہ کے ساتھ گیارہ ۱۱۰۰ صد روپیہ مہر کے عوض میں قرار پایا تھا۔

اس تقریب میں شرکت کرنے اور خطبہ نکاح پڑھنے کے لئے خاکسار کو مدعو کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس دن صبح چھ بجے خاکسار چند احمدی احباب کی معیت میں بذریعہ ٹیکسی یہاں سے ظہیر آباد روانہ ہوا اور دو گھنٹہ کے بعد وہاں پہنچا۔

مکرم رفیع الدین صاحب نے موضع کے اکثر مسلمانوں کو دعوت دی تھی۔ (خدا تعالیٰ) صد مسلمان اس جگہ جمع ہو گئے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خاکسار نے خطبۂ نکاح میں شادی کے موضوع پہ اسلام کے احکام و ہدایات کا ذکر کیا۔ اور ساتھ آیۂ کریمہ من یطع اللّٰہ و رسولہٗ فقد فاز فوزاً عظیماً کی روشنی میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض [illegible] جماعت احمدیہ کے عقائد کا وضاحت سے ذکر کیا۔ [illegible] زمانہ میں مسلمانوں کی انفرادی [illegible] اور دین سے بے رغبتی کو [illegible] [illegible] کہ قرآن کریم [illegible] روحانی امراض کا کامل علاج [illegible] اور مسلمان روحانی طور [illegible] اس لئے ضرورت ہے [illegible] قرآن کریم [illegible]

فمن فاز فوزاً عظیما کا حق دار بنا دے۔ اس ضمن میں خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آپ کے ذریعہ روحانی انقلاب کا وضاحت سے ذکر کیا۔

یہ خطبہ نکاح پون گھنٹہ تک جاری رہا۔ خدا تعالےٰ کا یہ خاص فضل و احسان ہے کہ تمام سامعین جن میں ڈھائی صد کے قریب غیر احمدی مسلمان تھے نہایت توجہ اور غور سے سنتے رہے۔ اس طرح اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے احمدیت کا پیغام پہنچانے کا [illegible] موقعہ عطا فرمایا [illegible] ذالک۔ خطبہ کے بعد بازاروں اور دوکانوں میں مسلمان آپس میں بیٹھ کر موافق اور مخالف خیالات کا اظہار کرتے رہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج پیدا کرے۔ اور آئندہ کے لئے تبلیغ کا ماحول سازگار کر دے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ ظہیر آباد کے سیکرٹری مال مکرم شیخ علی صاحب کے صاحبزادہ شیخ ناصر احمد کا نکاح جناب سید حسین صاحب ذوقی مرحوم کی لڑکی دلدار النساء بیگم صاحبہ کے ہمراہ مورخہ ۲۷ ر اپریل ۶۷ء بروز جمعرات مکرم مولوی سراج الحق صاحب نے پڑھا ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان ہر دو رشتوں کو جانبین کے لئے اور جماعت کے لئے بابرکت کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار

محمد عمر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد

پوری (اڑیسہ) میں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام جلسہ

اور

احمدی مبلغ کی ایک کامیاب تقریر

صوبہ اڑیسہ میں پوری ایک ایسا شہر ہے جو ہندوؤں کا مذہبی استھان ہونے کی وجہ سے مشہور ہے۔ اور دور دراز سے یاتری یہاں آتے ہیں۔ ۱۹۵۸ء میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل کی آمد پر پوری میں جماعت کی طرف سے ایک جلسہ ہوا تھا۔ اس کے بعد پھر ایسا موقعہ نہ مل سکا۔ کچھ عرصہ سے خاکسار یہاں بسلسلہ ملازمت تبدیل ہو کر آیا ہے۔ اسی وقت سے خیال تھا کہ پوری میں ایک پبلک جلسہ کیا جائے۔ چنانچہ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج تبلیغ صوبہ اڑیسہ سے مشورہ کر کے مورخہ ۱۲ ر مئی کو پبلک جلسہ منعقد کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔

حسب پروگرام مکرم مولانا امینی صاحب ۱۲ ر مئی کی صبح کو پوری تشریف لے آئے۔ جلسہ کے انعقاد کا انتظام ٹاؤن ہال میں کیا گیا۔ اس کی پبلسٹی اشتہارات اور لاؤڈ سپیکر سے شہر میں منادی کے ذریعہ کی گئی۔ یہ جلسہ سات بجے شام زیر صدارت شری جگت بندو مہاپتر صاحب آئی۔ اے۔ ایس ریٹائرڈ ڈویژنل کمشنر منعقد ہوا۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو مکرم مولوی محسن خاں صاحب مبلغ سلسلہ نے کی۔ اس کے بعد عزیزم عبد العزیز صاحب نے اڑیہ زبان میں نظم سنائی۔ بعد ازاں مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل نے

"اسلام اور امن عالم"

کے موضوع پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی جس میں حالاتِ حاضرہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلام کی امن پسندانہ تعلیم کو پیش کیا اور اسی ضمن میں بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پُر امن تعلیمات خصوصاً "پیغام صلح" کو پیش فرمایا۔ کہ ان تعلیمات پر عمل کر کے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ نیز مذاہب میں اتحاد کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے احمدیت کے ان اصولوں کا تذکرہ فرمایا۔ جن کے نتیجہ میں باہمی اتحاد و اتفاق پیدا ہو سکتا ہے۔

صاحبِ صدر نے اپنے صدارتی ریمارکس میں اس تقریر کو سراہتے ہوئے اس پر دلچسپ تبصرہ فرمایا۔ اور ملکی بین الاقوامی امن کے قیام میں احمدیت کی پیش کردہ اصولوں کو مدنظر رکھنے کی طرف حاضرین کو توجہ دلائی۔

بالآخر مکرم شیخ مزید الدین صاحب نے جماعت احمدیہ کی طرف سے محترم صدر جلسہ اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔ اس جلسہ کے انتظامات میں ہمارے احمدی مجاہدوں نے (گو یہاں تعداد میں کم ہیں) خوب جوش و جذبہ سے حصہ لیا۔ فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء اللہ تعالیٰ ان سب کو دینی اور دنیوی برکات سے نوازے اور یہاں اسلام اور احمدیت کی ترقی کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین۔

والسلام خاکسار

(شیخ علی احمد احمدی پوری)

مستعارات

عبرت انگیز احساس کمتری

نئے صدر جمہوریہ کی پہلی تقریر

سٹیٹسمین کے تبصرہ کا ابتدائی حصہ:

"موجودہ فضا نے بعض ذہنی پریشانیاں ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب پر طاری کر دی ہیں۔ جن سے صدارت کے اعلیٰ عہدہ پر پہنچ جانے والے شخص کو محفوظ وغیرہ متاثر رہنا چاہیئے تھا۔ غالباً انہی الجھنوں اور پریشانیوں کے زیر اثر ان سے بعض ایسی کارروائیاں سرزد ہو کر رہی ہیں کا ترک ہی بہتر تھا۔ مثلاً یہ کہ وہ سری نگری کے جگت گرو اور جینی منی سُشیل کمار کے پاس آشیرباد لینے گئے؟ اور یہ غالباً اس لیے کہ انہیں دلی میں اقلیت کا کوئی بزرگ اس قابل نظر نہ آیا۔"

احساس کمتری کی جو اصطلاح کچھ عرصہ سے چل نکلی ہے اس کی حیرت انگیز اور اس سے بھی بڑھ کر عبرت انگیز مثال!

(صدق جدید $\frac{۵}{۲۶}$ ۶۷ء)

ادائیگی لازمی چندہ جات کے متعلق احباب جماعت کا فرض

یہ امر کسی وضاحت کا محتاج نہیں کہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی تربیتی اور تنظیمی مساعی بدوں مالی وسائل سرانجام نہیں پا سکتیں اور خدمت اسلام کا جو عظیم الشان کام اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کے سپرد ہے اور خدمت دین کے لئے قربانی اور ایثار کے جو مواقع ہماری جماعت کے احباب کو میسر ہیں باقی تمام دنیا اس نعمت عظیم سے محروم ہے جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنی جانیں اموال، اولاد اور عزتوں کو خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر قربان کر کے اس کے بدلہ رضی اللہ عنہم اور رضوا عنہ کے معزز خطاب سے نوازے گئے اور دنیاوی لحاظ سے بھی انہیں اور ان کی نسلوں کو صدیوں تک دنیا و مستورات کا مالک بنا دیا گیا۔ اسی طرح آج بھی ہماری جماعت میں ہزاروں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ مخلصین جماعت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کو پورا کرتے ہوئے اپنے اموال، اولاد اور عزتوں کی قربانی پیش کر چکے اور اب بھی پیش کر رہے ہیں جس کے نتیجہ میں اُن کے نام ضرور … بیت میں ایک سنہری باب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جنہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ اختیار کر کے بے شمار روحانی نعمتوں کے وارث بنے۔ اسی سلسلہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ

> "خدا تعالیٰ کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جب تک کہ تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی عزت کو چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اُٹھاؤ گے تو تم ایک پیارے بچے کی طرح خدا تعالیٰ کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھول دیئے جائیں گے۔"

پھر حضور نے ارشاد فرمایا۔

> "یہی وقت خدمت گذاری کا ہے پھر اس کے بعد یقیناً وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ اس کی راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر ہو گا۔"

احباب کرام! حضرت اقدس کے مندرجہ بالا ارشادات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم سب کو اپنا اپنا محاسبہ کرنا چاہئے کہ دین کی مالی خدمت کے تعلق میں ہم پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور جب ہم ہر سال اپنی مرضی اور شرح صدر سے محض رضائے الٰہی کے حصول کے لئے بجٹ بنواتے ہیں تو اس کی سو فیصدی ادائیگی کرنی ہم پر لازم ہو جاتی ہے جس کو پورا کر کے ہم خدا تعالیٰ کی رضاء اور قرب حاصل کر سکتے ہیں۔ اور جو احباب مالی خدمت کے اس عہد کو پورا نہیں کرتے تو وہ یقیناً خدا تعالیٰ کے حضور قابل مواخذہ ٹھہریں گے۔

موجودہ مالی سال کی پہلی سہ ماہی کا دوسرا مہینہ گذر رہا ہے مگر جماعتوں کے تشخیص بجٹ اور ان کی طرف سے وصولی کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جن کی طرف سے تا حال چندہ کی کوئی رقم وصول نہیں ہوئی اور متعدد جماعتوں کی وصولی نسبتی بجٹ کے مقابل پر برائے نام ہوتی ہے حالانکہ مرکزی ضروریات اس امر کی متقاضی ہیں کہ سلسلہ کا ہر فرد اور جماعتوں کے تمام عہدیدار اپنی مالی ذمہ داری کو صحیح رنگ میں محسوس کر کے ہر ماہ باقاعدگی سے چندہ جات ادا کریں۔ نیز بقایا داران اور سست افراد سے وصولی چندہ جات کے لئے خاص اہتمام کیا جائے تاکہ جماعت میں کوئی فرد ایسا نہ رہے جو نادہند یا بقایا دار یا بے شرح ہو۔ اور نہ صرف یہ کہ جملہ احباب اپنے لازمی چندوں کو باقاعدگی سے ادا کریں بلکہ سلسلہ کی طوعی تحریکات میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اپنے ایمان اور مرکز سے وابستگی کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں۔

امید ہے کہ احباب جماعت اور عہدیداران مالی نسبتی بجٹ کے مطابق وصولی چندہ جات کے کام کو پہلے سے زیادہ تیز کر کے چندوں کی رقوم ارسال فرمائیں گے تاکہ مرکزی ضروریات میں جو رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے وہ جلد دور ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ خدمات سلسلہ کی توفیق عطا فرما کر اُن نیکیوں پر چلائے جو اس کے فضل اور رضامندی کی راہیں ہیں۔

ناظر بیت المال قادیان

ضروری اعلان

نظارت ہٰذا کی طرف سے شروع سال میں بعض خاص دن منائے جانے کا اعلان جنوری میں ہر سال اخبار بدر میں کیا جاتا رہا ہے۔ اس سال جلسہ سالانہ قادیان و ربوہ کی تاریخوں میں غیر معمولی تبدیلی کی وجہ سے بروقت اعلان نہ ہو سکا۔ اور دفتر کے عملہ کی کمی بھی اس تاخیر کا موجب ہوئی۔ اور اس وقت تک یوم مصلح موعود اور یوم مسیح موعودؑ کی تقاریب کا وقت گذر چکا لیکن خدا کے فضل سے ہماری جماعت ان اہم تقاریب کی اہمیت سے واقف ہے۔ اس لئے اپنی اپنی جگہ پر یہ دن جماعتوں نے منائے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

یوم خلافت کے متعلق اخبار بدر کے گذشتہ پرچہ میں اعلان ہو چکا ہے۔ آئندہ کی تقاریب کا پروگرام حسب ذیل ہے۔ جماعتیں اپنی اپنی جگہ پر اس کے مطابق عمل کریں۔ اور اپنی رپورٹیں نظارت ہٰذا میں بھجوائیں۔

۱۔ سیرت النبی ۲۱ جولائی بروز بدھ وار

۲۔ یوم التبلیغ ۲۴ ستمبر بروز اتوار

۳۔ جلسہ پیشوایان مذاہب ۲۹ اکتوبر بروز اتوار۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اعلان نکاح

خاکسار کی لڑکی عزیزہ اُم الہدیٰ مسعودہ بیگم سلمہا اللہ کا نکاح مورخہ ۵ مئی ۱۹۶۹ء عزیزم میاں سید فضل احمد سلمہ اللہ تعالیٰ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ ابن مکرم مولوی سید عبد الباری صاحب سرولی سے بعوض تین ہزار روپے مہر محترم مولانا شریف احمد صاحب فاضل امینی نے پڑھا۔

احباب جماعت خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام و صحابہ کرام اور درویشان کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے موجب رحمت و برکت بنا دے۔ آمین۔

خادم خاکسار

سید غلام احمد احمدی عفی عنہ

از سونگڑہ

جنگ کے متعلق مختصر خبریں!

قادیان ۵ جون

● پوپ پال نے اسرائیل اور عرب ملکوں کی جنگ کو فوراً بند کرنے کی اپیل کی ہے۔ انہوں نے یروشلم کو کھلا شہر قرار دینے کی تلقین بھی کی ہے۔

● آج لندن میں برطانیہ کے وزیر خارجہ نے امریکہ، روس اور فرانس کے سفیروں کے ساتھ جنگ کی صورت حال پر بات چیت کی۔

● اسرائیل کے وزیر اعظم مسٹر لیوی اشکول نے ایک ریڈیو براڈکاسٹ میں کہا کہ مصر نے تمام بین الاقوامی معاہدوں کو پامال کر دیا تھا۔ آخری فتح ہماری ہوگی۔

● یوگوسلاویہ کے مارشل ٹیٹو نے متحدہ عرب جمہوریت پر اسرائیل کے حملے کی مذمت کی ہے۔ انہوں نے آج ایک تقریر میں کہا کہ اقوام متحدہ اور دنیا کے تمام امن پسند ملکوں کو یہ جنگ بند کرانی چاہیے۔

● آج بیروت (لبنان) اور دمشق (شام) کے ہوائی اڈے سول لائین ٹریفک کیلئے بند کر دیئے گئے ہیں۔

● جاپان نے اسرائیل عرب جنگ میں غیر جانبدار رہنے کا اعلان کر دیا۔ اور وہ اس جھگڑے کے پُر امن تصفیہ کی کوشش کرتا رہے گا۔

قاہرہ ۵ جون۔ آج اسرائیل اور یونائیٹڈ عرب ری پبلک (مصر) کے مابین نقصان کی جنگ چھڑ گئی۔ جنگ کا آغاز اسرائیل کی جنوبی سرحد پر ہوا۔ یہ لڑائی مصر کے وقت کے مطابق صبح ۹ بجے اور بھارتی وقت کے مطابق ۱۲ بجے قبل دوپہر شروع ہوئی۔ اسرائیل کی بری اور ہوائی فوج نے یونائیٹڈ عرب ری پبلک پر حملہ شروع کر دیا۔ خشکی کے حملہ کے ساتھ ساتھ قاہرہ اور دوسرے شہروں پر ہوائی حملے شروع ہو گئے۔ قاہرہ ریڈیو نے یہ اطلاع اپنا عام پروگرام منسوخ کرتے ہوئے پہنچائی کہ اسرائیل نے مصر کی راجدھانی قاہرہ اور کئی دیگر شہروں پر جو ہوائی حملے کئے اُن میں اسرائیل کے ۴۲ ہوائی جہاز گرا لئے گئے۔ یونائیٹڈ عرب ری پبلک کی فوجیں اسرائیلی فوجوں کی مزاحمت کر رہی ہیں۔

قاہرہ ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ سارا یونائیٹڈ عرب ری پبلک صدر ناصر کی پشت پر متحد ہے۔ ہم اپنی پوری طاقت کے ساتھ اسرائیل کی جارحیت کا مقابلہ کریں گے۔ اس جنگ میں عرب ممالک فتح یاب ہوں گے۔ دمشق ریڈیو نے شہری عوام سے کہا کہ جنگ کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ۔ اب فتح کا وقت قریب آپہنچا ہے۔ مصر اور سیریا کے جنگ میں کودنے کے بعد سعودی عرب نے اعلان کیا کہ سعودی عرب کی فوجیں جارڈن میں داخل ہو گئی ہیں تاکہ وہ اپنے عرب بھائیوں کے دوش بدوش اسرائیل کے ساتھ جنگ لڑ سکیں۔ جارڈن کی راجدھانی عمان ریڈیو سے ایک براڈکاسٹ میں کہا گیا کہ اب ساری عرب قوم متحد ہو گئی ہے تاکہ وہ اسرائیل کا سر کچل سکے اور فلسطین پر دوبارہ قبضہ کر سکے اور فلسطین کی آزادی اور عربوں کی اس کی واپسی بالکل قریب آپہنچی ہے۔ جارڈن کے حکمران شاہ حسین نے اپنی وزارت کی ہنگامی میٹنگ بلائی جس میں ساری صورت حال کا جائزہ لیا گیا۔

یونائیٹڈ عرب ری پبلک کے اعلان میں بتایا گیا ہے کہ صدر ناصر نے جنگ کی کمان خود سنبھال لی ہے اور وہ جنگی کارروائیوں کی نگرانی کرنے اور ہدایات دینے کے لئے مغربی کمان پر پہنچ گئے ہیں۔ اسرائیل اور مصر کے علاقہ سینائی کی سرحد کے ساتھ ساتھ گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے۔ قاہرہ اور مصر کے دیگر شہروں پر ہوائی حملوں کے دوران اسرائیل کے ۴۲ ہوائی جہاز مار گرائے گئے۔

نئی دہلی ۵ جون۔ آج لوک سبھا میں پردھان منتری شریمتی اندرا گاندھی اور وزیر خارجہ مسٹر چھاگلہ نے اسرائیل اور متحدہ عرب ری پبلک کے مابین جنگ شروع ہونے پر تشویش ظاہر کی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت جنگ کی مزید تفصیل دیئے جانے پر زور دیا۔ تاہم دونوں لیڈروں نے کہا کہ قاہرہ اور ماسکو ریڈیو نے جو اطلاع دی ہے اس سے زیادہ ان کے پاس کوئی اطلاع نہیں۔ جنگ چھڑنے کی خبروں کے بعد پارلیمنٹ کے لابی میں کافی ہیجان پیدا ہو گیا۔ شری چھاگلہ نے کہا کہ جنگ شروع ہونے سے حکومت کو بہت تشویش ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس علاقے میں امن برقرار رکھا جائے۔ بھارت نے اس خطہ میں امن برقرار رکھنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اتحادی سبھا میں بھارتی نمائندہ ایک ریزولیشن پیش کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے جس کا مقصد کشیدگی کم کرنا اور سیکرٹری جنرل او تھانٹ کو امن برقرار رکھنے کے قابل بنانا تھا۔ مگر ریزولیشن پر غور ہونے اور ووٹنگ ہونے سے پہلے ہی صورت حال بگڑ گئی۔

نیویارک ۵ جون۔ آج اسرائیل اور عرب ممالک کے ما بین جنگ سے پیدا شدہ سنگین صورت حال پر غور کرنے کے لئے آج سیکیورٹی کونسل کی میٹنگ شروع ہو گئی۔ امید ہے کہ سیکیورٹی کونسل مشرق وسطیٰ میں جنگ بند کرانے کے لئے کوشش کرائے گی۔ کونسل کی میٹنگ آج بعد دوپہر ہونی تھی۔ مگر صورت حال میں اچانک تبدیلی کی وجہ سے نہ ہو سکی۔ اتحادی سبھا کے حلقوں نے کہا ہے کہ کونسل جنگ میں ماخوذ تمام دیشوں کے لیڈروں سے کہے گی کہ وہ جنگ بند کر دیں۔ بتایا گیا ہے کہ روس نے وارننگ دی ہے کہ اگر مغربی طاقتوں نے جنگ میں مداخلت کی کوشش کی تو روس عرب ملکوں کی طرف سے مداخلت کرے گا۔ متحدہ عرب ری پبلک اور اسرائیل کے نمائندوں نے سیکیورٹی کونسل کے صدر کو خط ارسال کئے ہیں۔ ان میں دونوں نے ایک دوسرے پر جنگ شروع کرنے کا الزام لگایا ہے۔ متحدہ عرب ری پبلک کے نمائندہ نے صدر کو ایک خط میں لکھا ہے کہ اسرائیل نے مصر کے ہوائی اڈہ پر حملہ کر کے جارحانہ کارروائی کی ہے۔

نئی دہلی ۵ جون۔ آج بعد دوپہر یہاں متحدہ عرب ری پبلک کے سفارت خانہ نے ایک بیان جاری کیا۔ جس میں اس نے بتایا ہے کہ ایک امریکی تیل بردار جہاز نہر سویز میں سویز بندرگاہ کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے چالیس کلومیٹر کے قریب آگے ہو کر نہر میں آمد و رفت روکنے کی کوشش کی۔ نہر کے حکام کی ہدایت پر یہ فوراً آگے بڑھا اور پھر دفاعی پوزیشن اختیار کر لی۔ اسی بنا پر اسے کھینچ کر نہر سے باہر نکالنے کا حکم جاری کیا گیا۔ اسرائیل کے ساتھ لڑائی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اسرائیلی فوجوں نے آج صبح قاہرہ اور متحدہ عرب ری پبلک کے دیگر شہروں پر ہوائی حملے کئے اور اس کے ساتھ ہی تمام محاذوں پر زمینی حملہ بھی کیا گیا۔ اس نے خان یونس (صحرائے سینائی) پر بھی حملہ شروع کر دیا۔ اسرائیلی ہوائی جہازوں نے شرم الشیخ میں کبریت کے مقام پر ایک فرانسیسی تیل بردار جہاز پر بھی بم گرانے کی کوشش کی۔ دوپہر تک قاہرہ اور دیگر ہوائی اڈوں پر چالیس اسرائیلی ہوائی جہاز مار گرائے گئے تھے۔ جبکہ متحدہ عرب ری پبلک کے دو ہوائی جہاز تباہ ہوئے لیکن ان کے ہوا باز صحیح سلامت ہیں۔ اسرائیل نے شرم الشیخ، سینائی اور سویز اور اسماعیلیہ پر بمباری کی۔ بعد کی اطلاع ہے کہ امریکی ٹینکر کو نہر سویز سے ہٹا دیا گیا۔